﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 20؍اگست 2010ء | 09؍رمضان 1431 ہجری قمری ❁ 20؍ظہور 1389 ہجری شمسی | شمارہ 34

رمضان کی برکتیں

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی خلق کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم)

احمدی کی سرشت میں بزدلی کا خمیر نہیں۔ حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور استقامت ہے

لاہور کی دو مساجد میں احمدیوں کی اجتماعی قربانی میں ہر طبقے کی قربانی شامل ہے۔ ان کی نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری ایک نمونہ تھی۔ یہ قربانیاں کرنے والے ہم سے یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں

ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کی کوئی دنیاوی طاقت اور سامان نہیں۔

ہماری کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ دعاؤں، عبادتوں اور ذکر الٰہی پر بہت زور دیں۔

بعض دعاؤں کے خاص طور پر پڑھتے رہنے کی تاکید۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے پہلے روز لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب اور افتتاحی اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور افتتاحی خطاب)

''سیرت حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ''، ''نظام وصیت کی تاثیرات'' اور ''تعلق باللہ کے ذرائع'' کے عنوانات پر علماء سلسلہ کی پر مغز تقاریر

(جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ UK)

(دوسری قسط)

پرچم کشائی کی تقریب

جلسہ سالانہ کے باقاعدہ افتتاحی اجلاس سے قبل 4:40 بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کی مین مارکی سے باہر پرچم کشائی کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ عالمگیر کا پرچم لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب یوکے نے یوکے کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں تمام شاملین جلسہ شریک ہوئے۔

اس موقع پر شرکاء جلسہ نے پرجوش نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ سارے ماحول کو معطر رکھا۔ لوائے احمدیت اور برطانیہ کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ ایسے بہت سے ممالک کے جھنڈے بھی لہرا رہے تھے جہاں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے۔ ان جھنڈوں کی تعداد 113 تھی۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے 198 ممالک میں قائم ہوچکی ہے لیکن بعض ممالک کے جھنڈے دستیاب نہ ہوسکے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں ہر سال دیگر ممالک کے ساتھ پاکستان کا جھنڈا بھی لہرایا جاتا رہا ہے۔ امسال یہ خاص بات تھی کہ جو جھنڈا لہرایا گیا وہ لندن میں پاکستان کے ہائی کمیشن کی طرف سے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے نام بطور تحفہ پہلی بار بھجوایا گیا تھا۔

حضور انور کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضور انور جلسہ گاہ مردانہ میں تشریف لائے جہاں ہزاروں احباب نے اپنے امام ایدہ اللہ کا پرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ استقبال کیا۔ حضور انور کے کرسی صدارت پر تشریف رکھنے کے بعد افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولانا فیروز عالم صاحب نے کی۔ آپ نے سورۃ نور کی آیات 53 تا 57 مع ترجمہ تلاوت کیں جن میں اللہ تعالیٰ اس کے رسولؐ اور خلیفہ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔ تلاوت کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا جس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے ۔۔۔ نہ یہ ہم سے کہ یہ احسان خدا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

5:16 بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے۔ احباب نے پرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے پیارے امام کا استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے احباب کو السلام علیکم کہا اور تشہد و تعوّذ کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔

پھر فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے اس خطاب کے ساتھ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہورہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جن مقاصد کے لئے یہ جلسہ شروع فرمایا تھا ان میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کیا جائے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔ آپؑ نے جلسہ کے شرکاء کے لئے جو دعائیں کیں ان میں ایک یہ ہے کہ جلسہ کے شرکاء کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا ایسا خوف پیدا ہو جس سے بڑھ کر اور کوئی خوف نہ ہو۔ کوئی دنیاوی چیز مومن کو خوفزدہ نہ کرسکے اور جان و مال اور اولاد اور عزت کی محبت خدا کی محبت کے مقابلہ میں کچھ چیز نہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیۡطٰنُ یُخَوِّفُ اَوۡلِیَآءَہٗ (آل عمران 176) پس غیر اللہ کا خوف شیطان کے چیلوں کا کام ہے۔

حقیقی مومن اپنے اوپر ظلم تو برداشت کرلیتا ہے لیکن شیطان کا چیلہ نہیں بنتا۔

حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کو نقصان اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ خاص طور پر لاہور کے واقعات شہادت کے بعد مزید دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ یہ لوگ عقل سے عاری ہیں۔ ان کے خیال میں احمدیوں کو خوفزدہ کرکے ان کو ایمان سے پھیرا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کو خدا کا ادراک نہیں اس لئے یہ ایسا سوچتے ہیں۔ لاہور کے واقعات کے بعد احمدیوں کا ڈر اور خوف بالکل دور ہوگیا ہے۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کی طرف مزید توجہ پیدا ہوئی ہے۔ نماز باجماعت کا شوق بڑھ گیا ہے۔ احمدی کی سرشت میں بزدلی کا خمیر نہیں۔ ان واقعات نے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کے مزید قریب کردیا ہے۔ احمدی کی حقیقی فطرت ابھر کر سامنے آئی ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے خوف نہیں کرتا۔ لاہور کے واقعہ کے بعد جرمنی کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ MTA کے ذریعہ سے سب نے احمدیوں کا اعلیٰ معیار دیکھا۔ اب یہ جلسہ بھی قربانی کے جذبے اور مزید پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ یہی جلسے کے مقاصد ہیں۔ خدا کرے کہ ہر احمدی پہلے سے بڑھ کر تقویٰ اور نیکی میں ترقی کرے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران :174) مومنوں کے لئے دشمنوں کے منصوبے کوئی خوف پیدا نہیں کرتے۔ انفرادی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اجتماعی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مومنوں کو جب ڈرایا جاتا ہے تو ان کا ایمان اور بھی بڑھتا ہے اور وہ کہتے ہیں خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ حقیقی شجاعت کی جڑ صبر و استقامت ہے۔ بزدل ہوکر بھاگ نہ جانا ہی شجاعت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض دفعہ شیطان مومنوں کو نقصان پہنچا دیتا ہے لیکن یہ مومن کے صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کتنے عظیم وہ مومن ہیں جنہوں نے صبر و استقامت کے ایسے نمونے دکھائے ہیں جو آج بھی ہمیں زندگی کا پیغام دے رہے ہیں۔ آفرین ہے ان ماں، باپ، بھائی، بہنوں، بیوی بچوں پر جنہوں نے صبر اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ ان پر اپنے بے شمار افضال نازل فرمائے۔ اگر خدا کی رضا ہر لحہ مقدم رہے گی تو مومنوں کی جماعت ان امتحانوں سے سرخرو ہوکر نکلتی چلی جائے گی۔ صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ظلم کی انتہا فتوحات کے دروازے کھولتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں مصیبتوں کو برا نہیں سمجھنا چاہئے۔ مومن مصیبتوں کو برا نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرۃ:157) کہ مومن مصیبت کے وقت خدا کے اور قریب ہوجاتا ہے تکالیف مومنوں پر آتی ہیں تو انہیں ترقی دیتی ہیں اور کافر پر آتی ہیں تو اسے تباہ کردیتی ہیں۔ مومن کو مصیبت کے وقت غمگین نہیں ہونا چاہئے مومن کو کوئی مصیبت یا تکلیف نہیں آتی کہ جس کے بدلے میں اسے ہزار انعام نہ حاصل ہوتے ہوں۔ لڑکی کی شادی کرتے وقت والدین کو جدائی کا غم ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ لڑکی کے بعض جوہر شادی کے بعد ہی ظاہر ہوں گے۔ اسی طرح مومن کے بعض جوہر تکلیف کے بعد ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ مومن کو ہر روز خدا کی راہ میں مرنا پڑتا ہے۔ توبہ سے ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ ایمان ایک بوٹا ہے جس کی عمل صالح کے پانی سے آبپاشی ہوتی ہے اور اس کی توفیق خدا کے خوف سے ملتی ہے۔ حقیقی مومن کی پہچان یہی ہے کہ وہ خدا کی محبت کو دوسری سب محبتوں پر غالب کر لیتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ عبادت کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ انسان خدا سے ایسا ڈرے جیسا کہ اس کا حق ہے۔ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جیسا کہ فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (البقرۃ:166) یہ دو حق ہیں جو خدا انسان سے مانگتا ہے۔ یہ کامل محبت سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ آپ کا دن رات، اٹھنا بیٹھنا، آپ کا اوڑھنا بچھونا، آپ کی عبادتیں اور قربانیاں خدا کی خاطر ہوگئیں اور مومنوں کو کہا گیا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32)۔ سعادت عظمیٰ کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

حضور نے فرمایا کہ آج خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک اور موقع دیا ہے کہ ہم یہ عہد کریں کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق گزاریں گے تاکہ خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرسکیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ آپ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنا ذکر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے آقا کی ہر رنگ میں پیروی کی۔ صحابہ نے دشمن کے سامنے سینہ تان کر کہا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران :174) کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا وکیل ہے۔ وکیل اسے کہتے ہیں جس پر بھروسہ کیا جاسکے۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے آپؐ کے عاشق صادق کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے خدا اور اس کے رسول کی محبت سے سرشار لوگ پیدا کئے۔ لاہور کی دو مساجد میں احمدیوں کی اجتماعی قربانی میں ہر طبقے کی قربانی شامل ہے۔ ہر طبقے کی قربانی سے اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ ہر طبقے میں قربانی کرنے والے احمدی موجود ہیں۔ شہداء کے حالات سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ ان کی نیکی تقوی اور پرہیزگاری ایک نمونہ تھی۔ اسی مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود تشریف لائے اور اسی مقصد کے لئے یہ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ آج ہم انہیں اجتماعی قربانیوں کا پھل کھا رہے ہیں۔ یہ قربانیاں کرنے والے ہم سے یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں۔ پس اس جلسہ میں شرکت کرنے والے ذکر الٰہی میں وقت گزاریں۔ اجتماعی تہجد میں شامل ہوں۔ نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔ ہمارا سب انحصار خدا تعالیٰ پر ہے اور ہمارا نعرہ ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران :174)۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں ۔ نہاں ہم ہوگئے یار نہاں میں

حضور نے فرمایا کہ ”ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کی کوئی دنیاوی طاقت اور سامان نہیں.......... آج ہماری کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ دعاؤں، عبادتوں اور ذکر الٰہی پر بہت زور دیں۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اپنی خشیت پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر ہمارے دل میں پیدا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہمارا مقصود و مطلوب ہوجائے۔ آنحضرتؐ کی پیروی کرنے میں ہم ایک دوسرے سے بڑھنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں)

نصرتِ الٰہی کے خارق عادت نشانات

(منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رَہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خَلْق کی کچھ پیش جاتی ہے

گلشنِ احمد کو مہکاتی ہے خوشبوئے شہید

عشق کے مکتب میں پڑھتے ہیں وفاؤں کا نصاب
لکھتے رہتے ہیں لہو سے اپنے کچھ رنگین باب
کیسی رنگینی لئے ہے اہلِ دل کی ہر کتاب
بخت پہ اپنے بہت نازاں ہوا رُودِ چناب
اس کے پہلو میں جمی ہیں محفلیں ابرار کی
ہیں رقم اس کی زمیں میں داستانیں پیار کی
گلشنِ احمد کو مہکاتی ہے خوشبوئے شہید
اٹھ رہی ہے رشک سے ہر اک نظر سوئے شہید
کاش مل جائے سبھی کو خوبیِ خوئے شہید
چاند سے بڑھ کے ہے روشن ایک اک روئے شہید
نذرِ جاں کر دی تو پھر یہ اجرِ نذرانہ ملا
اپنے ہر محبوب سے ملنے کا پروانہ ملا
سر اٹھا کے کہہ رہا ہے یہ شہیدوں کا لہو
موت ایسی ہی تو ہے اس زندگی کی آبرو
ہے مقدر سے ہی ملتی صبر و ہمت کی یہ خُو
لے گئی با صبا اس بوئے گل کو کُو بہ کُو
کیسے بہہ نکلے ہمارے خوں کے دھارے دیکھ لو
کور چشمو! آؤ یہ رنگیں نظارے دیکھ لو
میری اس دنیا کے ہر خورد و کلاں کی خیر ہو
مے کدے کی خیر ہو پیرِ مغاں کی خیر ہو
کارواں کی خیر میرِ کارواں کی خیر ہو
خیر ربوہ کی سدا ہو قادیاں کی خیر ہو
دل کے دامن پہ یہ موتی صدق کے جَڑتے رہیں
ہم کبھی ماندہ نہ ہوں آگے قدم بڑھتے رہیں
مرحبا جو ہوگئے ہیں دینِ احمد پر نثار
تخم ریزی سے لہو کی کھِل اُٹھے ہیں لالہ زار
دشتِ دل پہ پڑ رہی ہے ابرِ ایماں کی پھوار
”کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار“
”خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد“
درد کی کالی گھٹائیں رشک کی ہے چاندنی
سرخرو وہ ہو گئے ہیں جو تھے قسمت کے دھنی

{(صاحبزادی) امتہ القدوس بیگم}

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر106

90ء کی دہائی کے بعض مخلص احمدی (9)

مکرم مازن عُقْلَہ صاحب

میرا تعلق دمشق سے ہے اور میں ایک متوسط دینی گھرانے میں 9 ستمبر 1975 کو پیدا ہوا۔میں نے شام میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ بہت سے کام بھی کئے جن میں سبزیاں اور پھل بیچنے کا کام، کارپنٹری اور ڈیکوریشن اور رنگ روغن کرنے کے کام شامل ہیں۔

جماعت سے تعارف

جماعت سے میرا تعارف میرے ایک کلاس فیلو مکرم محمد یوسف صاحب سے ہوا۔ان کے والد نے چند سال قبل بیعت کی تھی جس کے بعد انکے بڑے بھائی کے سوا باقی تمام گھر والوں نے بھی بیعت کرلی۔ مجھے جماعت اور اسکے عقائد کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔محمد یوسف صاحب نے اس طرح بات شروع کی کہ آج کل کا زمانہ ایک مصلح کا متقاضی ہے اور کسی کی بعثت کی ضرورت ہے۔اور عجیب بات یہ ہے کہ ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کی خبر دی ہے۔متعدد ملاقاتوں میں اسی موضوع پر ہی انہوں نے بات کی۔ پھر ایک دن اچانک انہوں نے بتایا کہ امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے اور میں نے اسکی بیعت کرلی ہے۔میں نے کہا مجھے اس بارہ میں کوئی اعتراض نہیں ہے ہاں اس بات کی فکر ضرور ہے کہ اس امام مہدی کو قبول کرنے کے لئے میری اپنی روحانی حالت کیا ہے۔بہر حال اس ملاقات کے بعد ہماری باتوں میں اسلامی فرقوں کا باہمی اختلاف موضوعِ بحث نہ ہوتا بلکہ عام تربیتی اور اخوت ومحبت کی باتوں کا بیان زیادہ ہوتا۔ ہماری آپس کی ملاقاتیں بڑھنے لگیں۔مَیں ان کے پاس جانے لگا جہاں یہ چند نوجوان مل کر دینی مجالس قائم کیا کرتے تھے۔مَیں نے دیکھا کہ یہ تو اور ہی قسم کے لوگ ہیں۔ان کی سوچ الگ ہے، ان کے اہداف مختلف ہیں، شاید یہ تمام بنی آدم سے نرالے لوگ ہیں۔کبھی دینی امور کے بارہ میں بات کرتے ہیں تو اس کا اپنا ہی ڈھنگ ہوتا ہے، اور کبھی خلیفہ وقت کی بات کرتے ہیں تو ان کے ساتھ تعلق اور محبت کا یہ رنگ بھی عجیب ہے۔جب بھی مَیں ان سے ملتا تو مجھے ایسے احساس ہوتا جیسے یہ لوگ کسی اور سیارے سے آئے ہیں۔ جب مَیں ان سے مل کر واپس آتا تو اپنے اردگرد کے ماحول میں گھلنے ملنے کے لئے مجھے کافی وقت درکار ہوتا تھا کیونکہ دونوں قسم کے ماحولوں میں مجھے زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا تھا۔

میرا احمدیوں کے ساتھ بہت اچھا اخوت کا رشتہ بن گیا تھا۔ میرے کئی ساتھی ایک ایک کر کے احمدی ہوتے جارہے تھے جبکہ میں باوجود اچھے تعلقات کے ابھی تک دور کھڑا ان کو دیکھ کر سراپا حیرت ہوا جارہا تھا۔ نئے احمدی ہونے والوں کی نیکی اور تقوی میں ترقی میرے سامنے تھی۔ ان کو نماز پڑھتے دیکھتا تو ایسا خشوع وخضوع اور خدا کے حضور تضرع وابتہال کے مناظر مجھے پہلے کہیں نظر نہ آئے تھے۔دوسال کے اس تعلق کے بعد بھی میرا ان کے ساتھ مختلف امور پر بات کرنے سے مقصد اپنے علم میں اضافہ کرنا ہوتا تھا۔ مجھے احمدیت کی سچائی کے بارہ میں تحقیق کر کے ایمان لانے اور بیعت کرنے کا خیال ہی کبھی نہ آیا تھا۔حتی کہ ہر لحاظ سے مطمئن ہوجانے کے بعد بھی میں نے سوچا کہ اتنا ہی کافی ہے کہ میں جماعت کی صداقت کا قائل ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو امام مہدی مانتا ہوں، مزید بیعت وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک دن محمد یوسف کا بڑا بھائی رأفت یونس مجھے ملنے آیا اوراس نے ایک سوال پوچھا کہ کیا حال ہے؟مَیں نے کہا کہ الحمدللہ میں ٹھیک ہوں ؟انہوں نے کہا مَیں روحانی اعتبار سے تمہارا حال پوچھ رہا ہوں۔اس کے جواب میں مَیں سوچ میں پڑگیا۔رأفت یونس کو میں اچھی طرح جانتا تھا۔ان کے اخلاق اورحسن ادب اور بات کرنے کے انداز کو مَیں بہت پسند کرتا تھا۔اس سوال نے مجھے دُور بیٹھ کر دیکھنے والے کی بجائے احمدی نوجوانوں کی اس مجلس کا حصہ بننے پر مجبور کردیا۔اسی دوران 1998 میں میرا رأفت یونس کے ساتھ سیریا چھوڑ کر آسٹریا جانے کا پروگرام بن گیا اور پھر وہاں سے رأفت یونس جب جرمنی جانے لگا تو مَیں نے اسے کہا کہ اس تاریخ کو میری بیعت کی تاریخ کے طور پر یاد رکھ لو لہذا مَیں نے اس دن یا اس سے اگلے دن حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

خلیفہ وقت سے ملاقات

ایک ماہ بعد میں بھی جرمنی پہنچ گیا جہاں کچھ دنوں کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی نے حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کی نئے احمدی ہونے والے عربوں کے ساتھ ایک ملاقات کا بندوبست کیا تھا۔ یوں اپنی بیعت سے کچھ ہی عرصہ کے بعد مجھے خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات کا شرف حاصل ہوگیا۔ یہ ملاقات عربوں کے لئے ایک ہفتہ تک جاری رہنے والے تربیتی پروگرام کا حصہ تھی جو جرمنی کے شہر کاسل میں منعقد کیا گیا تھا۔اس کے ایک ہفتہ بعد جرمنی کا جلسہ سالانہ تھا جس میں مختلف عرب احمدیوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔اتنی بڑی تعداد میں یورپ میں اس طرح کے دینی اجتماع کو دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ ایک جگہ پر یہ سب لوگ ایک بڑے خیمہ میں بیٹھے اپنی اپنی زبان میں خطابات سن رہے تھے۔ان میں صرف پاکستانی ہی نہ تھے بلکہ افریقی ، بوسنین، جرمن ، ترکی اور عرب وغیرہ سب شامل تھے۔ایسے میں تلاوت قرآن ، اوراذان کی آواز نیز قصائد اور خطابات ایک عجیب روحانی منظر پیش کررہے تھے۔

جماعتی علوم سے استفادہ

میرا دل چاہتا تھا کہ مَیں اپنی پڑھائی کو دوبارہ شروع کروں لیکن کسی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میری ویزے کی نوعیت ایسی ہے کہ کہیں داخلہ ملنا مشکل ہے۔ بہر حال یہی سوچتے سوچتے ایک سال گزر گیا۔ اگلے سال جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر ایام جلسہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جرمنی میں غیر ملکیوں کی راہنمائی کرنے والے ادارے کی طرف سے یہ پیغام ملتا ہے کہ ہم آپ کا لمبے عرصہ سے انتظار کررہے ہیں آپ کو یونیورسٹی میں داخلہ کی درخواست دینی چاہئے۔مَیں نے رؤیا کی بناء پر یونیورسٹی میں داخلہ کی درخواست دی تو وہ بہت جلد قبول ہوگئی اور مجھے داخلہ مل گیا۔یونیورسٹی میں میرا بہت سے عرب دوستوں کے ساتھ تعارف ہوا۔ان کے ساتھ احمدیت کے بارہ میں بات کے دوران مَیں نے محسوس کیا کہ مجھے جماعت کے علوم سے پوری طرح واقفیت نہیں ہے اس لئے مَیں صحیح طور پر تبلیغ نہیں کرسکتا۔ لہذا مَیں نے فیصلہ کیا کہ ایک سال میں دینی تعلیم اور کتب کے مطالعہ کے لئے وقف کر دیتا ہوں۔ لہذا مَیں نے جماعت کی مرکزی لائبریری میں جانا شروع کیا۔ان کتب کو پڑھ کر مجھے جو احساس ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے حقیقی خدا کا پتہ چلا اور اس کی صفات اور قدرتوں کا اندازہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام سے آشنائی ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک خاص محبت والا تعلق قائم ہوگیا۔آپ کی عربی کتب پڑھتے پڑھتے میں اکثر جذباتی ہوجاتا تھا۔میرے نزدیک ان کتب کے مطالعہ کا یہی خلاصہ تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔

میرا کردار ہی کافی ہے گواہی کے لئے

اسی عرصہ میں شام میں رہنے والا ہمارا ایک ہمسایہ مکرم محمد حسن صاحب جرمنی آکر رہائش پذیر ہوئے۔ کچھ عرصہ ان کے ساتھ احمدیت کے موضوع پر بات ہوتی رہی۔ وہ اکثر اختلافی امور کے بارہ میں جماعت کا نقطۂ نظر جاننے کا اصرار کرتے اور پھر اس شہر میں اپنے مولویوں کے پاس جاکر رائے لیتے۔ بالآخر اس نے ایک مولوی سے جماعت کے بارہ میں پوچھ لیا۔انہوں نے کہا کہ یہ کافر ہیں اور ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔اس پر مکرم محمد حسن صاحب ان کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مولوی سے کہا کہ مَیں ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اور ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ یہ لوگ تہجد پڑھتے ہیں، خشوع وخضوع کے ساتھ نمازوں کے پابند ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ پھر تم ان کے کفر کا فیصلہ سنانے والے کون ہوتے ہو۔اسی بات نے محمد حسن صاحب کو زیادہ سنجیدگی کے ساتھ جماعت کے بارہ میں تحقیق کرنے کی توفیق دی اور بالآخر انہوں نے بیعت کرلی اور الحمدللہ آج جماعت کے بڑے سرگرم رکن ہیں۔

اسی سال جس میں مَیں نے جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ اور خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا تھا مجھے حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ گوکہ یہ ملاقات ایک دومنٹ سے زیادہ نہ تھی اور پلک جھپکتے ہی گزر گئی لیکن مجھے ایسے لگا جیسے مَیں زمین پر نہیں بلکہ کہیں آسمانوں پر اڑ رہا ہوں۔شاید ایسا اس لئے ہوا تھا کہ مجھے پہلی دفعہ ملاقات کے بعد خلیفۂ وقت اور خلافت کی عظمت کا احساس ہوا تھا۔

اسی سال حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ ہمارے علاقہ ”Nordrhein-Westfalen“ میں پہلی مسجد کا افتتاح فرمانے تشریف لائے ۔ اس مسجد میں مجھے اور میرے دوست محمد حسن صاحب کو مسلسل چھ ماہ تک تقریباً روزانہ وقارعمل کرنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

الحمدللہ مجھے اپنی مجلس میں بطور قائد مجلس، اور پھر سیکرٹری نومبایعین جرمنی کے علاوہ عربوں کے لئے مختلف پروگرامز تیار کرنے میں معاونت کی بھی توفیق ملی اور مل رہی ہے۔

یہ بھی میری سعادت ہے کہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور خلیفہ جرمنی کا پہلا دورہ فرمایا تو مجلس عاملہ کو ہدایات اور نصائح فرمائیں۔اس وقت حضور انور نے مجھے بھی نو مبایعین کے بارہ میں نصائح فرمائیں اور نہایت قیمتی ارشادات سے نوازا۔ فالحمدللہ۔

مَیں نے پڑھائی کے دوران بہت مشکل حالات میں گزارا کیا۔مَیں دوجگہ کام کرتا تھا، ساتھ پڑھائی کے لئے بھی باقاعدہ جاتا تھا۔ اس کیلئے مجھے کئی گھنٹے روزانہ سفر کرنا پڑتا تھا۔لہذا میری اکثر پڑھائی اور تیاری ٹرین میں سفر کے دوران ہی ہوتی تھی۔

اللہ کا فضل اور کرم ہے کہ 2009ء میں پڑھائی ختم ہوئی اور مَیں نے ترجمہ کے شعبہ میں گریجوایشن کی ہے، اور اب خدا کے فضل سے مجھے دمشق یونیورسٹی میں جرمن زبان پڑھانے کے لئے نوکری مل گئی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

❀❀❀❀❀

مکرم ہانی طاہر صاحب

میرا تعلق فلسطین کی ایک بستی ”کفر صور“ نامی سے ہے جو 1967ء میں مقبوضہ ہونے والے مغربی کنارے کے ایک شہر ”طولکرم“ سے دس کلومیٹر جنوب کی طرف ہے۔میری پیدائش میری بستی پر اسرائیلی قبضہ کے دوسال بعد، (جبکہ فلسطین پر اسرائیلی قبضہ کے اکیس سال بعد) یعنی 1969ء میں ہوئی۔ 1948ء سے قبل میرے آباء واجداد کی وہاں پر اپنی زمین تھی جس کے اسرائیلی قبضہ میں چلے جانے کے بعد وہ اسے بہت یاد کیا کرتے تھے۔پھر جب 1967ء میں اس قبضہ کی توسیع ہماری بستی تک ہوگئی تو میرے والدین کے پرانے زخم بھی تازہ ہوگئے اور حسرتوں اورغموں میں اضافہ ہو گیا۔ انہی حسرتوں اور دکھوں کے درمیان میری پرورش ہوئی۔ ہمارے گھر میں کسی کو کوئی حادثہ پیش آتا، یا کوئی چیز گم ہوجاتی، یا کوئی چھوٹی سے چھوٹی مشکل درپیش ہوتی تو میری والدہ صاحبہ کی زبان سے ایک ہی دعا نکلتی کہ اے اللہ یہودیوں کا بیڑا غرق کر۔ان امور کی وجہ سے میرے دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہوگئی تھی کہ ہمارے ملک پر مجرموں نے قبضہ کر رکھا ہے اور ملک کو اس سے آزاد ہونا چاہئے۔ایسے ماحول میں پلتے بڑھتے میرے اندر صرف ایک ہی جذبہ پنپ رہا تھا کہ کسی طریقہ سے یہودیوں کے قبضہ سے خلاصی ممکن ہو جائے۔اور اسی معاملے کو بعض دینی جماعتوں نے اپنے مخصوص خیالات کو پھیلانے کا ایک ذریعہ بنالیا۔بہر حال اسی جذبہ کے تحت مَیں محض سولہ سال کی عمر میں ہی اخوان المسلمین کی جماعت میں شامل ہوگیا۔

میٹرک میں 96 فیصد نمبر حاصل کر کے پورے ضلع میں میری پہلی پوزیشن آئی اور مجھے الیکٹرانک انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ بغداد میں وظیفہ مل گیا چنانچہ مَیں نے 1991ء میں انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کرلی۔اس کے ایک سال بعد مَیں نے فلسطین کے علاقے نابلس کی النجاح یونیورسٹی میں تاریخ کے شعبہ میں داخلہ لے لیا، لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے محض ایک سال کے بعد پڑھائی جاری نہ رکھ سکا۔اس کے بعد 1996ء میں مَیں نے شریعت کالج میں داخلہ لے لیا اور 2000ء میں بی اے کرنے کے بعد ایم اے میں داخلہ لیا لیکن مجھے اس کی ڈگری صرف اس وجہ سے نہ دی گئی کیونکہ مجھے کہا گیا تھا کہ مَیں قتل مرتد کے موضوع پر اپنا لکھا ہوا مقالہ چھوڑ کر کسی اور موضوع پر نئے سرے سے مقالہ لکھوں۔ مَیں اپنے موقف پر اڑا رہا اور مقالے کا نگران مجھے فیل کرنے

پر مصر رہا۔ اس کے بعد مَیں نے ادب عربی میں داخلہ لیا ور 2004ء میں ایم اے عربی کرلیا۔

پڑھائی کے دوران ہی مَیں نے 1993ء سے ''خضوری'' کالج میں بطور لیکچرار نوکری شروع کردی جو بعد میں یونیورسٹی بن گیا اور اس نوکری سے 2009ء میں استعفیٰ دے کر مَیں نے اپنی زندگی وقف کردی۔

بچپن اور اس کی بعض یادیں

یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے بچپن سے ہی میرے دل میں دوسروں کی خدمت اور مدد اور ان کی تکلیف کا احساس ودیعت کیا تھا۔ اس احساس سے جڑی بعض یادیں آج بھی بہت بھلی لگتی ہیں۔

1۔ ہماری بستی ''کفر صور'' کے آخری محلّہ میں ''ام یوسف'' نامی ایک بڑھیا رہتی تھی جس کا گھر محض ایک کمرہ پر مشتمل تھا اور وہ بھی اتنا تنگ کہ اسے دیکھ کر ایک غار کا گمان ہوتا تھا۔ مَیں کبھی کبھار اس کی مدد کے لئے چلا جاتا اور اسے ضرورت کی چیزیں خرید کر لا دیتا، اور اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوتی جب وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے میری سلامتی اور حفاظت اور طولِ عمر کی دعا کرتی۔

2۔ اسی طرح بستی کی ایک اور بڑھیا ''ام روحی'' مجھے ''اجرب'' کہہ کر پکارتی تھی۔ یہ نام اچھا نہ تھا جس کا مطلب ہے خارش زدہ۔ جب اس سے ایسا نام رکھنے کی وجہ پوچھی جاتی تو کہتی کہ مَیں اس لئے اسے ایسے نام سے پکارتی ہوں تا اسے کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

3۔ شاید لوگوں کی مدد اور خدمت کی وجہ سے اور ان کی اطاعت کے سبب بستی کی ایک اور بڑھیا ''ام بسام'' میرے بارہ میں کہا کرتی تھی کہ اگر ہم اسے یہ بھی کہیں کہ جا سمندر کے کنارے ہمارا فلاں کام کر آؤ تو کبھی انکار نہ کرے گا۔ سمندر کے کنارے جانے کا محاورہ ہمارے علاقے میں دنیا کے دوسرے کونے پر جانے کے مترادف ہے۔

دینی رجحانات

مجھے آج تک بستی کی وہ پرانی مسجد یاد ہے جو قبرستان کے پاس ہوا کرتی تھی۔ لڑکپن میں ہی مَیں نماز فجر پر سب سے پہلے پہنچتا۔ اور ''سب'' سے مراد تین یا چار بڑی عمر کے بزرگ ہوا کرتے تھے۔

مجھے قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ لڑکپن کے زمانہ میں مَیں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میرے ساتھی تو سارا دن بکریاں چراتے اور کھیل کود میں وقت گزار دیتے جب کہ مَیں بکریاں چرانے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم حفظ کرتا رہتا تھا۔

اسی عرصہ میں میرا تعارف چند نوجوانوں سے ہوا جو ہماری بستی کے نہیں تھے بلکہ کسی اور جگہ سے گرمیوں کے موسم میں یہاں پڑھنے کے لئے یا کام کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ میرا ان کے ساتھ ایسا تعلق بن گیا کہ مجھے ان کے آنے کا بڑی شدت کے ساتھ انتظار ہوتا اور جب یہ جانے لگتے تو ان کے فراق کے دکھ سے رو پڑتا تھا۔ یہ نوجوان نمازوں کے پابند تھے۔ ان سے ہی مجھے پتہ چلا کہ ''اخوان المسلمین'' ہی حقیقی طور پر اسلام کا دفاع کرنے والے ہیں، کیونکہ دین اسلام اور نبیٔ اسلام کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس لئے وہ اس راہ میں اپنی جانوں کی قربانیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ مَیں بھی اسلام سے محبت اور اس کے دفاع کے جذبہ سے سرشار تھا اس لئے ان کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ پھر جب 1987ء میں انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم کیلئے بغداد گیا تو وہاں بھی ہم فلسطینی اور اردنی طلباء نے مل کر ایک سٹوڈنٹ یونین بنائی جو رفتہ رفتہ اخوان المسلمین کا ہی رنگ اختیار کر گئی۔ اخوان المسلمین تنظیم سید قطب کے افکار سے متاثر تھی اور سید قطب مولانا مودودی سے متاثر تھا، اسے تکفیری طرز فکر کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے سوا باقی سب کو کافر سمجھتے ہیں۔

1992 میں مَیں اخوان المسلمین کو چھوڑ کر تکفیری جماعت میں شامل ہوگیا اور اس کی تائید میں ''نقلة بعيدة من الإخوان إلى الإسلام'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جسے غزہ کے علاقے میں تکفیری طرز فکر کی حامل جماعتوں میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی۔ لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد اس طرز فکر سے بھی دل اٹھ گیا اور مَیں نے اس سے بھی علیحدگی اختیار کرلی لیکن اس کی باقیات موجود رہیں تا آنکہ میرا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوگیا۔

احمدیت سے تعارف

7/اگست 1995ء کو ہماری تکفیری جماعت کے ایک بزرگ ممبر مکرم ابو مامون صاحب نے ہمیں آکر یہ خبر سنائی کہ وہ احمدی ہوگئے ہیں۔ ہمارا فوری مختصر جواب یہ تھا کہ جو مسلمان اپنی اسلامی غیرت کی بنا پر احمدیوں کے کفر کا فتوی صادر کرتے ہیں ہم تو انہیں پہلے ہی کافر سمجھتے ہیں لہذا احمدیوں کے بارہ میں سوچنے سمجھنے، ان کی دلیلیں سننے، یا ان سے بحث کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو ان مذکورہ کافروں کے نزدیک بھی کافر ہیں۔ لہذا ہمارا متفقہ فیصلہ یہ ہوا کہ آج کے بعد ابو مامون صاحب کا ہمارے ساتھ ملنا جلنا ختم ہوگیا۔

باوجود اس فیصلہ کے مَیں اس کی تنفیذ سے اس لئے قاصر تھا کیونکہ ابو مامون میرے خسر تھے اور مَیں ان کو راہ راست پر لانا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ بہرحال ہماری بات چلتی رہی تا آنکہ مَیں نے 1996ء میں عمان سے مودودی صاحب کی کتاب ''ما هي القاديانية'' خریدی جس کی بعض عبارات سے بہت متاثّر ہوا اور پہلی دفعہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ احمدیت کے بارہ میں کسی قدر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ اس سے قبل مَیں جماعت کو اس قابل بھی نہ سمجھتا تھا کہ اس کی سچائی کو پرکھنے کے لئے تحقیق کی جائے۔

(اگلی قسط میں ان کی تحقیق کی تفصیل اور باقی واقعات ملاحظہ فرمائیں۔)

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ کوسووو (Cosovo) کے
چوتھے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: جاوید احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ کوسووو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کوسووو کو اپنا چوتھا جلسہ سالانہ مورخہ 30/مئی 2010ء کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

یہ جلسہ سالانہ امسال پہلی دفعہ ''مسجد بیت الاول'' میں منعقد ہوا جو پرسٹینا (Pristina) شہر میں خوبصورت جماعتی سینٹر کے ساتھ تعمیر ہوئی ہے۔

قبل ازیں مورخہ 23/مئی بروز اتوار ڈیوٹیوں کا افتتاح بھی عمل میں آیا جس میں مکرم صدر صاحب نے ڈیوٹی والوں کو نصائح کیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی بھرپور خدمت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مورخہ 29/مئی کو مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم حافظ فرید احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی بھی تشریف لے آئے۔ اسی طرح مکرم وسیم احمد صاحب سروعہ مبلغ بوزنیا اور مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلغ البانیہ اپنے وفود کے ساتھ پہنچ گئے۔

30/مئی بروز اتوار جلسہ کا آغاز صبح دس بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سب سے پہلی تقریر خاکسار (جاوید احمد ناصر) مبلغ سلسلہ کوسووو کی تھی جس کا عنوان تھا "Allah Taala And Wonders of His Creations"۔ یہ تقریر البانین زبان میں تھی جس کا رواں انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

دوسری تقریر مکرم Muhammad Peci صاحب کی تھی جس کا عنوان تھا۔ "Holy Prophet s.a The Best Exampler" انہوں نے بڑے احسن رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

کوسووو جماعت کے قیام پر دس سال پورے ہوئے ہیں اس مناسبت سے مکرم صدر صاحب کوسووو جماعت کی تقریر ہوئی جنہوں نے "Allah's blessings on Cosovo Jamaat on it's 10th Anniversary"۔ اس لحاظ سے ان کی تقریر خاص اہمیت کی حامل تھی اور تمام احباب نے کوسووو جماعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے فضلوں کی بارش کے کچھ نمونے سنے اور ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلغ سلسلہ البانیہ کی تھی۔ جنہوں نے ''مسیح موعودؑ اور کسر صلیب'' کے عنوان پر تقریر کی جس میں مسیح موعود کی آمد کی نشانیاں بیان کیں۔

نماز ظہر وعصر اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسرا سیشن شروع ہوا جو مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کی صدارت میں شروع ہوا۔

اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم مصطفیٰ ویلڈون (Mustafa Valdon) صاحب نے "Islam against Terrorism" کے موضوع پر کی۔ ان کی تقریر کے بعد بعض غیر از جماعت مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسلام امن وآشتی کا مذہب ہے اور احمدیت اس کی تصویر ہے۔ یہ تقریر البانین زبان میں تھی جس کا رواں انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

آخری تقریر سے قبل جلسہ پر آئے ہوئے مختلف ممالک کے مہمانوں کو اظہار خیال کرنے کی دعوت دی۔ جن مہمانوں نے اظہار خیال کیا ان میں مکرم وسیم احمد صاحب سروعہ مبلغ بوزنیا، مکرم مصطفیٰ Lajc صاحب جرمنی اور البانیہ سے تشریف لانے والے ایک نومبائع ایڈووکیٹ مکرم Artan صاحب تھے۔

آخر میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے خطاب میں مختلف نصائح سے نوازا اور احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف خاص توجہ دلائی۔ اختتامی دعا سے قبل مکرم امیر صاحب نے بعض غیر از جماعت احباب کے سوالات کے جوابات بھی دئے۔ امیر صاحب کی تقریر انگریزی میں تھی جس کا البانین زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ اس جلسہ میں البانیا، بوزنیا اور جرمنی سے مہمان تشریف لائے۔ کل حاضری 113 تھی۔ نصف سے زیادہ احباب غیر از جماعت اور زیر تبلیغ تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شاملین جلسہ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 29/دسمبر 1954ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

''...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

خطبہ جمعہ

جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان اپنے سفر کے مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور جلسہ کے دنوں میں نیکیوں کو مزید نکھارنے کی کوشش کریں۔

جلسہ کے ایام میں خصوصیت سے اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں۔ بیٹھ کر خوش گپیوں میں وقت کو ضائع نہ کریں۔ میزبانوں اور کارکنوں کی مصروفیات کا بھی خیال رکھیں۔ جلسہ کے ماحول کے تقدس کو سامنے رکھیں۔ صبر اور وسعت حوصلہ سے کام لیں۔ باہم محبت و اخوت کی مثال بن جائیں۔ ہر مہمان اپنے سفر کو خالصۃً للہ بنانے کی کوشش کرے۔

جلسہ میں شامل ہونے والا ہر احمدی احمدیت کی خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔ جلسہ کے بعد لمبا عرصہ جماعتی نظام یا اپنے عزیزوں کے پاس نہ ٹھہریں اور میزبانوں کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنیں۔ اگر کسی کی مہمان نوازی میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اسے درگزر کریں۔ ہاں انتظامیہ کو پیار سے اس کی طرف توجہ دلا دیں۔

جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اپنی اور جلسہ میں شامل ہونے والے ہر مہمان کی حفاظت کے لئے اپنے ماحول پر نظر رکھے اور کسی بھی قسم کے شک کی صورت میں فوراً انتظامیہ کو اطلاع دے۔

جلسہ میں صفائی وغیرہ کے لئے یا دوسرے معاملات کے لئے پروگرام میں جو تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں ان کو پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور دعاؤں میں اپنا وقت گزاریں۔

(جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کے لئے قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی سیرت کے حوالہ سے اہم ہدایات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 30/جولائی 2010ء بمطابق 30/وفا 1389 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی۔آلٹن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (التوبة:112)

اس آیت میں ان لوگوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں اور اپنے ایمان کی اس حالت کی وجہ سے خداتعالیٰ سے بشارت پانے والے ہیں۔ گویا یہ خصوصیات رکھنے والے حقیقی مومن کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلتَّآئِبُوْنَ: توبہ کرنے والے، ایسی توبہ، جو توبہ کا حق ہے۔ اَلْعٰبِدُوْنَ: عبادت کرنے والے۔ ایسی عبادت جو عبادت کا حق ہے۔ اَلْحٰمِدُوْنَ: حمد کرنے والے جو حمد کرنے کا حق ہے۔ اَلسَّآئِحُوْنَ: اللہ کی راہ میں خالص ہو کر سفر کرنے والے، یعنی ایسا سفر جو دین کی غرض سے اور دین سیکھنے کے لئے ہو۔ اَلرّٰكِعُوْنَ: مکمل طور پر خداتعالیٰ کے آگے جھکنے والے، اور عاجزی اور بے نفسی کا مکمل اظہار کرنے والے۔ اَلسّٰجِدُوْنَ: انتہائی انکسار، عاجزی اور کامل فرمانبرداری سے خداتعالیٰ کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ماتھا ٹیکنے والے۔ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ: یعنی خداتعالیٰ کے پیغام کے داعی بن کر نیکیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ موٹی برائیوں اور باریک تر برائیوں سے بھی روکنے والے ہیں۔ اور موٹی موٹی نیکیوں کی طرف توجہ دلانے والے بھی اور باریک تر نیکیوں کی تلقین کرنے والے بھی ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اپنے اندر یہ تبدیلی پیدا ہو جائے کہ خود برائیوں سے بچنے والے ہوں اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں۔ اور جس میں یہ پہلی چھ خصوصیات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں پیدا ہو جائیں، یعنی توبہ کی طرف توجہ، عبادت کی طرف توجہ، اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ، دین سیکھنے کی خاطر سفر کرنا، اور رکوع و سجود کی طرف توجہ جو رکوع و سجود کا حق ہے تو ان میں یقیناً یہ خوبی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ برائیوں سے دور بھاگنے والے ہوتے ہیں اور ان کے ہر قول و فعل سے نیکی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو اس مرتبے پر پہنچتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے یہ (کہہ کر) ذکر فرمایا ہے کہ اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اس وقت آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں میری دعا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان خصوصیات کے حامل بننے کی کوشش کرتے ہوئے اس گروہ میں شامل ہونے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ میں سے ایک بڑی تعداد ان مسافروں کی ہے جنہوں نے تکلیف اٹھا کر یہ سفر اختیار کیا۔ اور آج جو جلسہ شروع ہو رہا ہے اس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آج صبح ہی جب میں نمازِ فجر پڑھا کر جا رہا تھا تو مَیں نے دیکھا ایک خاندان بلکہ اور بھی کئی ہوں گے، جو ساری رات یورپ سے ایک لمبا سفر کر کے یہاں پہنچے تھے۔ بچے بھی تھے، عورتیں بھی تھیں۔ یہ تکلیف اٹھا کر سفر کرنے والے لوگ ہیں تاکہ جو جلسہ شروع ہو رہا ہے اس میں شامل ہو سکیں۔ بلکہ یہاں حدیقۃ المہدی میں آپ میں سے ہر ایک نے آنے کے لئے کچھ نہ کچھ سفر اختیار کیا ہے اور یہ خداتعالیٰ کی نظر میں مومنین کی جماعت کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ وہ دین کی خاطر اور دین سیکھنے کے لئے سفر اختیار کرتے ہیں۔ تبھی تو خداتعالیٰ نے توبہ کرنے والوں، عبادت کے معیار قائم کرنے والوں، اللہ تعالیٰ کی حمد سے اپنی زبانوں کو تر رکھنے والوں، عاجزی اور انکسار سے اللہ تعالیٰ کے حضور رکوع و سجود کرنے والوں میں ان للّٰہی سفر اختیار کرنے والوں کو شامل فرمایا تاکہ وہ اپنی نیکی اور تقویٰ کی حالت کو مزید صیقل کرنے والے بنیں۔

پس آج جو لوگ ایک نیک مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بن کر یہاں آئے ہیں، دنیاوی اعزاز اور دنیاوی خدمت کی بجائے ان اعلیٰ مقاصد میں مزید ترقی کو اپنے پیشِ نظر رکھیں جو بیان ہوئے ہیں۔ بے شک نظامِ جماعت کے تحت اس پاک اور با مقصد سفر کرنے والے مسافروں اور مہمانوں کے لئے خدمت کا نظام موجود ہے، لیکن جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں ان کی ان دنیاوی ضروریات اور آراموں کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے اور اس اکٹھ اور جمع ہونے کی روح اور بنیادی مقصد سے فیض پانے کی زیادہ کوشش ہوتی ہے۔ پس آپ اپنے آپ کو کبھی دنیاوی مسافروں اور مہمانوں کے زمرہ میں لانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر اس بات کو آپ سمجھ جائیں گے تو میزبانوں کی کمزوریوں اور کمیوں سے بھی آپ صرفِ نظر کرتے رہیں گے۔ ورنہ بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آیا ہے، یہ شکوہ ہو جاتا ہے کہ فلاں جگہ کے لوگوں کا بہتر انتظام ہے۔ ان کو فلاں جگہ بہتر انتظام کے تحت رکھا گیا ہے اور ہماری طرف توجہ نہیں دی گئی حالانکہ انتظامیہ کی اس طرف پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہر مہمان کو آرام پہنچایا جائے۔ ہاں بعض غیر از جماعت مہمان ہوتے ہیں، یا بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنی قوم کے لیڈر ہیں ان کے لئے علیحدہ انتظام کیا جاتا ہے اور یہ جائز ہے۔ انتظامیہ تو حتی الوسع مہمانوں کے آرام اور سہولت کو پیشِ نظر رکھتی ہے۔ پس میں شامل ہونے والے مہمانوں سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنے سفر کے مقصد کو پیشِ نظر رکھیں گے اور جلسے کے دنوں میں نیکیوں کو مزید نکھارنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً بشارت پانے والے مؤمنین کے زمرہ میں شامل ہونے والے بنیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیعت میں آنے والے مہمانوں کی بہت عزت و تکریم فرماتے تھے۔ ان سے یہ بھی فرما دیا کرتے تھے کہ اپنی ضروریات بے تکلفی سے بیان کر دیا کرو۔ لیکن جلسے کے جو مہمان تھے ان کے لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی انتظام ہو۔ ہر مہمان کی اسی طرح مہمان نوازی کی جائے جو ایک انتظام کے تحت ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس تکریم کے باوجود عام حالات میں بھی بڑے زور سے ہر مہمان کے دل میں یہ بات راسخ فرماتے تھے کہ تمہاری یہاں آنے کی اصل غرض دین سیکھنا ہے اور اپنے دل و دماغ کو پاک کرنا اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی منازل کو طے کرنا ہے۔ پس یہی غرض ہے جس کے حصول کے لئے ہر سال آپ لوگ مہمان بن کر یہاں آتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اور اسی غرض کے لئے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آنا چاہئے۔

مہمانوں کے لئے چند عمومی باتیں بھی مَیں سامنے رکھنا چاہوں گا۔ ایک مومن کے لئے اپنے وقت کا صحیح استعمال انتہائی ضروری ہے۔ جب ایسے اجتماعی موقعوں پر سب جمع ہوتے ہیں تو دور دور سے آئے ہوئے عزیزوں اور واقف کاروں کی ایک دوسرے سے ملاقاتوں اور مل بیٹھنے کی خواہش بھی ہوتی ہے۔ اب جبکہ صرف ایک ملک کے رہنے والے واقف کار اور عزیز نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کے رہنے والے واقف کاروں اور عزیزوں سے بھی ملاقات کے سامان ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت پیدا فرمائی ہے جس نے ملکوں اور قوموں کی سرحدوں اور فرقوں کو بھی ختم کر دیا اور ایک عظیم بھائی چارے کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ اور آپ نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں۔ ان میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جائے۔ ہم ایک قوم بن جائیں۔ اور اس کے لئے ظاہر ہے، مل بیٹھنے کی ضرورت بھی ہوگی۔ ایک دوسرے سے واقفیت اور تعلق بڑھانے کی ضرورت بھی ہوگی۔ لیکن سارا دن جلسہ کا جو پروگرام ہو رہا ہوتا ہے، اس کو جلسہ سننے میں گزارنا چاہئے اور اس کے بعد ہی اس کے لئے موقعہ میسر آتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ یہ مل بیٹھنا اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ خوش گپیوں میں ساری ساری رات ضائع ہو جاتی ہے۔ یا کھانے کی مارکی میں باتوں میں اتنا وقت لگ جاتا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں انتظامیہ کو یاد دہانی کروانی پڑتی ہے۔ اسی طرح جو گھروں میں اپنے عزیزوں یا واقف کاروں کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں، وہ بھی لمبی مجلسوں کی وجہ سے وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں اور جلسے پر آنے کی اصل غرض کو بھول جاتے ہیں۔ پس ہر کام میں اعتدال ہونا چاہئے اور یہی ایک مومن کی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مومنوں کو آنحضرت ﷺ کی طرف سے کھانے کی دعوتوں اور اس میں شامل ہونے کے طریق اور دعوت ختم ہونے کے بعد کیا طریق ہونا چاہئے؟ اور آپ ؐ کے وقت کو ضائع کرنے سے بچانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خاص حکم جہاں آنحضرت ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ؐ کے وقت کی قدر و قیمت کو مدّ نظر رکھ کر فرمایا ہے وہاں مومنین کو بھی وقت کے حوالے سے یہ عمومی نصیحت ہے کہ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْث کہ بیٹھے باتوں میں وقت نہ ضائع کیا کرو۔ بے شک تعارف حاصل کرو۔ بیٹھو، تعارف کو بڑھاؤ۔ پہلے جو تعلقات ہیں انہیں مزید مستحکم کرو، لیکن اپنے وقت کا بھی کچھ پاس اور خیال کرو۔ اور جس کے گھر میں اور جس انتظام کے تحت بیٹھ کر ان خوش گپیوں میں مصروف ہو ان کا بھی کچھ خیال رکھا کرو۔ خاص طور پر جو یہاں کام کرنے والے ہیں ان لوگوں کی مصروف زندگی ہے، ان کو بھی باہر سے آنے والے جو مہمان ہیں بعض اوقات مجبور کرتے ہیں کہ ہماری ان مجلسوں میں بیٹھو، اور اگر کوئی نہ بیٹھے تو عزیز رشتے دار، تعلق والے پھر شکوہ کرتے ہیں۔ یہ غلط طریق ہے۔ اس کی بھی احتیاط ہونی چاہئے۔

اسی طرح صرف یورپ سے باہر کے لوگ نہیں بلکہ یورپ کے لوگ بھی، چونکہ خود فارغ ہو کے آئے ہوتے ہیں، اس لئے یہ سمجھتے ہیں کہ باقی لوگ بھی فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ کی تو چھٹیاں ہیں، ہر ایک کی چھٹیاں نہیں ہوتیں۔

پھر اسی طرح جب بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوں تو بعض دفعہ بدمزگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ کبھی انتظامیہ سے شکوے کی وجہ سے کسی کارکن کو برا بھلا کہہ دیا۔ کارکنان نے بھی آگے سے جواب دے دیا تو پھر مزید بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے اور اس طرح رنجشوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر تو شکوے کرنے والے یا کوئی غلط بات کہنے والے یہاں کے رہنے والے ہیں تو پھر یہ سلسلہ بہت ہی لمبا ہو جاتا ہے۔ ایک حقیقی مومن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ (آل عمران:135) کہ وہ غصہ کو دبانے والے ہوتے ہیں۔ پس زیادتی کرنے والے اور جس پر زیادتی ہو رہی ہے، دونوں کو میں کہتا ہوں کہ جلسے کے ماحول کے تقدس کو سامنے رکھیں اور مہمان بھی صرفِ نظر سے کام لیں اور عفو و درگزر کریں۔ اگر زیادتی ہو بھی جائے تب بھی صبر اور حوصلہ دکھائیں۔ اور کارکن بھی اپنے غصہ کو مہمان کی زیادتی ہونے کے باوجود دبا جائیں۔

اس سال خاص طور پر کارڈز کی چیکنگ اور سکیورٹی کے مختلف مرحلوں کی وجہ سے ہوسکتا ہے کسی کو تکلیف ہو اور دیر لگ جائے۔ اس وقت بھی مجھے عورتوں کی یہی رپورٹ ملی ہے کہ جہاں سے ان کے داخلے کے گیٹ ہیں، وہاں ان کے بہت زیادہ بیگ ہونے کی وجہ سے دیر لگ رہی ہے۔ بیگ تو ان کی مجبوری ہے، لانے پڑتے ہیں کیونکہ بیچ میں بچوں کی چیزیں بھی ہوتی ہیں لیکن خواتین کو بھی چاہئے کہ آئندہ دنوں میں کم سے کم بیگ لائیں۔ بعضوں نے دو دو تین تین اٹھائے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے مَیں کچھ دیر رک کر آیا ہوں۔ لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ رش اتنا ہے کہ ابھی عورتوں کا اندر داخل ہونے پر مزید کافی وقت لگ جائے گا۔ جبکہ مردوں کا داخلہ بڑا smooth چل رہا تھا۔ تو بہر حال یہ دیر ہو رہی ہے۔ بعضوں کو دھوپ میں بھی کھڑا ہونا پڑے گا، اسی وجہ سے بے چینی پیدا ہوتی ہے، یا اپنے کسی عزیز کی وجہ سے جو کچھ معذور ہیں یا جو پوری طرح صحت مند نہ ہو، ان کی چیکنگ ہونے کی وجہ سے ان کو لانے والے کو بھی رکنا پڑتا ہے۔ گو یہ انتظام ہے کہ disable لوگوں کے لئے انہوں نے علیحدہ راستہ بنایا ہے اور جلدی فارغ کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ لیکن ان کو لانے والے جو دوسرے اٹنڈنٹ (Attendent) ہیں اُن کو بعض دفعہ چیکنگ میں وقت لگ جاتا ہے۔ تو پھر اس وجہ سے اس معذور کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے بعض زود رنج جو ہیں بڑبڑانا شروع کر دیتے ہیں۔ تو یہ چیزیں پھر ماحول میں بدمزگی کا باعث بنتی ہیں۔ پس صبر اور حوصلہ دکھانا بھی ایک مومن کی شان ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑی فضیلت یہ ہے کہ تم قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھو۔ جو تمہیں نہیں دیتا اسے بھی دو۔ یہ نہیں کہ جو ضرورت کے وقت تمہارے کام نہیں آیا تو اس کو ضرورت پڑنے پر بدلہ لیتے ہوئے تم بھی اس کی مدد نہ کرو۔ اور فرمایا کہ جو تمہیں برا بھلا کہتا ہے اس سے درگزر کرو۔ پس یہاں تو برا بھلا کہنے کا سوال نہیں ہے۔ یہاں تو ایک فرض کی ادائیگی ہے جو کارکنان کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ پس یہاں اگر انجانے میں کسی کارکن سے کوئی غلطی ہو جائے یا چیکنگ کے دوران دیر لگ جائے یا کسی کے کارڈ پر کوئی اعتراض پیدا ہو جائے تو برا منانے کی بجائے حوصلہ دکھانا چاہئے۔ اب یہ تینوں باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں یہ وسعتِ حوصلہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اگر وسعتِ حوصلہ پیدا ہو جائے تو تمام بدمزگیاں اور جھگڑے ختم ہو جائیں۔ پس میں مہمانوں اور ڈیوٹی دینے والوں، دونوں کو کہتا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ وسعتِ حوصلہ دکھائیں۔

یہاں مَیں ایک بات چیکنگ کرنے والے کارکنان جو گیٹس پر ڈیوٹی والے ہیں، ان کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض نوجوان اور لڑکپن کی عمر کے ہیں، گو کہ مجھے امید ہے کہ جلسے کے دوران ان دنوں میں تو ایسا واقعہ نہیں ہوگا۔ لیکن بعض جگہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ غلط رویہ دکھایا گیا ہے۔ اور یہ نظام چونکہ نیا شروع ہوا ہے اس لئے باوجود میرے کہنے کے اور اس کوشش کے کہ یہاں ان جگہوں پر سنجیدہ طبع لوگوں کی ڈیوٹی لگائی جائے، بعض غیر سنجیدہ یا ایسے لوگ جو موقع محل نہیں دیکھتے انہیں ہر وقت مذاق کی عادت ہوتی ہے ان کی بھی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ڈیوٹی لگ گئی ہے۔ مذاق میں کسی واقف کارکوضرورت سے زیادہ وقت لگا کر چیک کرتے ہیں جس سے بعض اوقات وہ مذاق جو ہے وہ سنجیدگی میں بدل جاتا ہے۔اس لئے گیٹ پر چیکنگ کے وقت انتظامیہ کو چاہئے کہ سنجیدہ لوگ موجود ہوں اور نائبین جو افسران ہیں وہ بھی ضرور موجود رہیں۔ دوسرے اس مذاق میں جو وقت ضائع ہوتا ہے تو اس سے جو دوسرے آنے والے ہیں ان کا بھی وقت لگ جاتا ہے ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے، ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میرے پاس ایک آدھ شکایت اس قسم کی بھی آئی ہے اس لئے یہ صورتِ حال بیان کر رہا ہوں۔ بہر حال تمام مہمان یہاں ایک نیک مقصد کے لئے آئے ہیں۔اس لئے اس مقصد کے حصول کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق باہم محبت و اخوت کی مثال بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مؤمنین کا نقشہ کھینچا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (الفتح:30): کہ آپس میں ایک دوسرے سے بہت پیار اور محبت اور نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرتے ہیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کا فضل حاصل کرنے والے بن سکیں اور اس فضل کے حصول کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنے کی بجائے وہ رکوع و سجود اور عبادتوں سے اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ہر مہمان جو یہاں آیا ہے اپنے سفر کو خالصتاً للہ بنانے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں میز بانوں کو کہا تھا کہ باہر سے آنے والے مہمان، کارکنوں کے کام کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح یہ کام کر رہے ہیں؟ اور اس کام کو دیکھ کر بڑے متاثر ہوتے ہیں۔ اور ہر کارکن ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جلسہ میں شامل ہونے والا ہر احمدی بھی احمدیت کی خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے اور احمدیت کا سفیر ہے۔ ہر سال مجھے یہاں بھی اور جرمنی وغیرہ میں بھی اور بعض دوسرے ملکوں سے بھی رپورٹیں آتی ہیں وہاں سے بھی پتہ لگتا ہے کہ پہلی دفعہ آنے والے غیر از جماعت مہمان یہی کہتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ اتنا بڑا مجمع اور بغیر کسی شور و فساد کے ہر کام بڑے آرام سے چل رہا ہوتا ہے۔ اور اس بات کو دیکھ کر ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ رخ تو ہم نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ دیکھنا کیا تھا ان کی اکثروں کی باتیں سنی سنائی ہوتی ہیں۔ بہر حال یہ ایک خاموش تبلیغ ہے جو ہر احمدی جلسے کے دنوں میں کر رہا ہوتا ہے۔ پس یہاں جلسہ میں شامل ہونے والے جلسہ میں شامل ہو کر صرف اپنی اصلاح نہیں کر رہے ہوتے، بلکہ بہت سوں کو سیدھی راہ دکھانے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ پس اس عمل سے اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پہلے سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان مہمانوں پر پڑتی ہے جو بعض حالات میں اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے صبر اور حوصلے اور ہمت اور برداشت کا مادہ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں اور اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا اسلامی نمونہ ہیں وہ دکھا رہے ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن دعاؤں کے وارث بن رہے ہوتے ہیں جو جلسے میں شامل ہونے والوں کے حق میں آپ نے فرمائیں۔

ایک بات مَیں مہمانوں کو ہر سال یاد کرواتا ہوں، لیکن ایک طبقہ بات سن کر یوں اڑا دیتا ہے جیسے انہوں نے سنا ہی نہیں اور وہ یہ کہ جماعتی مہمان داری کے انتظام کے تحت یورپ کے یا امریکہ وغیرہ کے ترقی یافتہ ملکوں کے علاوہ جو دوسرے غریب ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش وغیرہ، اسی طرح افریقہ کے ممالک سے آ رہے ہیں وہ دو یا تین ہفتے سے زیادہ نہ ٹھہرا کریں۔ اس سے جلسے کی انتظامیہ جو ہے اس کو بھی دِقّت ہوتی ہے۔ اور جماعت کا جو مستقل نظام ہے اس کو بھی دِقّت ہوتی ہے۔ کیونکہ رہائش کی باقاعدہ جگہیں تو اس قدر یہاں نہیں ہیں کہ تمام نظام اور رہائش کا انتظام آسانی سے چل سکے۔ عارضی رہائشگاہیں بنائی جاتی ہیں چاہے وہ کسی جماعتی جگہ پر ہوں یا کسی سے گھر لیا ہو یا مسجد میں ہوں۔ گھروں کی تو خیر محدود رہائش ہے اس سے زیادہ گھروں کا استعمال نہیں کیا جا سکتا لیکن جو جماعتی جگہیں ہیں یا مسجد ہے اس میں تو ایک محدود وقت تک مہمان ٹھہرانے کی اجازت ہوتی ہے لیکن اس کے بعد پھر حکومتی ادارے نگرانی شروع کر دیتے ہیں اور جماعت کا یہاں کی مقامی انتظامیہ پر ایک اچھا اثر ہے کہ یہ لوگ قاعدہ اور قانون کی پابندی کرنے والے ہیں۔ تو اگر قواعد کی پابندی نہ ہو رہی ہو تو اس سے بُرا اثر پڑتا ہے۔ پس اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ اگر زیادہ دیر ٹھہرنا ہے تو اپنے واقفوں اور عزیزوں کے پاس ٹھہریں اگر وہ ٹھہرانے پر راضی ہوں۔ زبردستی تو وہاں بھی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس کو جائز قرار نہیں دیا کہ مہمان اتنا لمبا عرصہ مہمان نوازی کروائے کہ میزبان کو تکلیف میں ڈال دے۔ پس ایک نیک مقصد کے لئے آئے ہوئے مومن کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ زبردستی کسی جگہ پر رہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کے گھر ڈاکہ ڈالنا اور ایک مؤمن سے تو کبھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک فرماتا ہے کہ سلام کر کے لوگوں کے گھروں میں داخل ہو۔ فرمایا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا (النور:28) کہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو حَتّٰی تَسْتَأْنِسُوْا (النور:28) جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔ اب لوگ اجازت لے کر مہمان بن کر تو آ جاتے ہیں لیکن پھر اتنا لمبا عرصہ مہمان بنتے ہیں کہ انتظامیہ ہو یا گھر والے ہوں ان کے لئے تکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس لئے گھر والوں کی یا انتظامیہ کی اس فکر کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنے والے مہمانوں کو مزید نصیحت فرمائی ہے کہ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا (النور:28) کہ گھر والوں کو سلامتی کا پیغام دو۔ انہیں بتا دو کہ مَیں تو ایک مومن کی طرح تمہارے لئے سلامتی کے سوا کچھ نہیں لایا۔ مَیں ان مہمانوں میں سے نہیں ہوں جو میزبان کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ مَیں تو ایک نیک مقصد کے لئے آیا ہوں۔ اور اس مقصد کے پورا ہونے کے بعد، کیونکہ دور سے آنے کی وجہ سے کچھ دیر تو ٹھہرنا پڑتا ہے، اس مجبوری کی وجہ سے کچھ عرصہ ٹھہر کر واپس چلا جاؤں گا۔ اور پھر میری مہمان نوازی کی وجہ سے بھی تمہیں کسی تکلف اور تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شکوہ نہیں ہو گا کہ میری مہمان نوازی صحیح طرح نہیں کی گئی یا میری مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کیا گیا۔ مومن تو سلام کو رواج دے کر محبت اور پیار کو بڑھانے والے ہیں۔ پس جب میرا سفر، ایک مومن کا سفر دینی غرض کے لئے ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مَیں اپنے میزبانوں کے لئے دکھ کا باعث بنوں۔

ایک دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سلامتی کا پیغام گھر والوں کو اور اپنے میزبانوں کو دو۔ فرمایا کہ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِاللّٰہِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً (النور:62) کہ یہ اصل سلامتی کا پیغام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے۔ پس جب میزبان اور مہمان ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں تو جہاں وہ کسی قسم کے خوف اور فکر سے آزاد ہوتے ہیں وہاں ایک ایسی دعا سے وہ ایک دوسرے کو فیض یاب کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑی پاکیزہ اور برکت والی دعا ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پاکیزگی اور برکت لانے والی دعا ہو اور پیغام ہو، وہ آنے والے اور رہنے والے دونوں کی پاکیزگی اور برکت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پس یہ وہ پیارا ماحول ہے، یہ وہ خوبصورت ماحول ہے جو خدا تعالیٰ ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی چالاکیوں اور نفسانی اغراض کی وجہ سے اسے ضائع کر دیں تو یہ بدقسمتی ہے اور کوئی مومن اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی برکات سے محروم ہو جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والوں کے رہن سہن اور آپس کے تعلقات میں ایسی بے تکلفی تھی اور آپؐ ایسے انداز میں تبلیغ فرمایا کرتے تھے جو ہر ایک کو اخلاق کی بلندیوں پر لے جانے والا ہوتا تھا۔ جھوٹی اَناؤں اور جھوٹی عزتوں اور جھوٹی غیرتوں کی تمام دیواروں کو گراتے ہوئے آپؐ تربیت کے نئے راستے کھولتے تھے۔ اور یہی اخلاق کا وہ اعلیٰ معیار تھا جو آپ نے اپنی اس طبیعت کی وجہ سے، قوتِ قدسی کی وجہ سے صحابہ میں پیدا کر دیا اور انہیں ہمارے لئے بھی ایک نمونہ بنا دیا۔

ایک حدیث میں ہمیں اس پاک تربیت کا ایک نمونہ اس طرح ملتا ہے۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جسے ابوشعیب کہا جاتا تھا، اپنے قصائی غلام کی طرف گیا اور اسے کہا کہ میرے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں۔ اس نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو جو آپؐ کے پاس بیٹھے تھے بلا بھیجا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو ایک اور شخص بھی آپؐ کے پیچھے ہو لیا جو دعوت کے لئے بلانے کے وقت موجود نہیں تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دروازے پر پہنچے تو آپؐ نے گھر والے سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی آ گیا ہے جو اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھا جب تم نے ہمیں دعوت دی تھی۔ اگر تم اجازت دو تو وہ بھی آ جائے۔ اس نے عرض کی کہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ بھی ساتھ آ جائے۔

(ترمذی کتاب النکاح۔ باب ما جاء فیمن یجیئ الی الولیمة من غیر دعوة)

یہ وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو آپ اپنے صحابہؓ میں پیدا فرمانا چاہتے تھے اور آپ کی قوتِ قدسی نے بلا استثناء ہر ایک میں جو آپؐ سے فیضیاب ہوا وہ اخلاق پیدا کر دیئے۔ آپ اگر چاہتے تو اس شخص کو پہلے ہی فرما سکتے تھے کہ ہماری دعوت ہے۔ کیونکہ تمہیں نہیں بلایا گیا اس لئے ہمارے ساتھ نہ آؤ لیکن نہیں۔ آپ وہ عظیم مدرس تھے جو اپنے صحابہ کو عملی درس سے بھی نوازتے تھے۔ اس لئے آپؐ نے اس شخص کو ساتھ آنے دیا اور یقیناً آپ کو یہ بھی تسلی تھی کہ جو شخص میری محبت میں اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ میرے چہرے کے آثار کو دیکھتا ہے، میرے پوچھنے پر بھلا یہ کیسے انکار کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص ساتھ تھا اس کو بھی سبق دے دیا کہ ایسی صورتِ حال میں اگر گھر والا انکار کرے تو بغیر برا منائے واپس چلے جانا۔ کیونکہ یہ تمہارا حق نہیں ہے گھر والے کا احسان ہے۔ اس لئے کبھی کسی قسم کی جھوٹی اَنا اور جھوٹی غیرت میں نہ پڑنا۔

صحابہؓ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور قوتِ قدسی سے وہ معیار حاصل کئے تھے کہ ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ آپ اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ میں اس حکم کو بھی پورا کرنے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

والا بن جاؤں کہ اگر تمہیں گھر والا کہے کہ واپس چلے جاؤ تو بغیر برا منائے واپس آ جاؤں۔ لیکن وہاں تو تمام صحابہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ کوئی مہمان نوازی کا حق ادا نہ کرتا اور گھر آئے ہوئے مہمان کو واپس لوٹا دیتا۔ اس لئے ان صحابی کی یہ خواہش باوجود کوشش کے کبھی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن اس سے اس وسعتِ حوصلہ اور ہر حکم پر عمل کرنے کی خواہش اور تڑپ کا بہر حال واضح اظہار ہوتا ہے جو ان صحابہ کے دل میں ہوتی تھی۔ پس یہ وہ وسعتِ حوصلہ ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے اور اس کا عملی اظہار بھی ہماری زندگیوں میں ہونا چاہئے۔

اس ماحول میں جب آپ جلسہ کے لئے آئے ہوئے ہیں تو واقف کاروں کو ملنے اور سلام کرنے کے بہت نظارے نظر آتے ہیں لیکن اصل اسلامی معاشرہ کی خوبی یہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ جسے تم جانتے ہو یا نہیں جانتے ہر ایک کو سلام کہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور باہر سے آئے ہوئے نومبائعین جو ہیں اس سے بڑے متاثر ہوتے ہیں۔ پس فرمایا کہ تم جانتے ہو یا نہیں جانتے اسے سلام کہو۔ پس ان دنوں میں سلام کو بھی رواج دیں تا کہ یہ عادت پھر مستقل آپ کو پڑ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دینا اسلام کی ایک بہترین قسم ہے۔ بشرطیکہ سلام کے رواج کی، سلام کا جو پیغام ہے اس کی روح کو سمجھا جائے۔ سلام ایک سلامتی کا پیغام ہے۔ ایک محبت کا اظہار ہے تا کہ محبت اور بھائی چارہ قائم ہو۔ کتنا اچھا ہو اگر آج بعض وہ لوگ جو ایک دوسرے سے ناراض ہیں وہ بھی دل کی گہرائی سے ایک دوسرے کو معاف کرتے ہوئے سلامتی کا پیغام پہنچائیں اور گلے لگ جائیں۔ مومن ایک ہو کر اپنے للّٰہی سفر کی برکات حاصل کرنے والے بن جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا عمل بھی ایک مہمان ہونے کی حیثیت سے ایک سبق دیتا ہے۔ یہ بھی ایک ایسی بات ہے جو ہر مومن کو اپنے مدنظر رکھنی چاہئے۔ ہر مہمان کو جو مہمان بن کر کہیں بھی جاتا ہے اس کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ نبی کا تو ہر سفر للّٰہی ہوتا ہے بلکہ اس کا تو ہر لمحہ خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی میں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے واقعات میں سے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو آپ کے مہمان ہونے کے ایک اعلیٰ ترین معیار کا پتہ دیتا ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے جو روایت کی ہے کہ جنگِ مقدس کی تقریب میں (جنگِ مقدس ایک عظیم مباحثہ کا نام ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان امرتسر میں 1893ء میں ہوا تھا جو تقریباً 15 دن تک جاری رہا) اسلام کی نمائندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی اور بڑے واضح نشانات کے ساتھ اور دلائل کے ساتھ اور براہین کے ساتھ اسلام کی برتری ثابت فرمائی۔ بہر حال یہ روحانی خزائن میں کتابی شکل میں موجود ہے۔ جب آپ اس مباحثے کے لئے امرتسر میں ٹھہرے ہوئے تھے تو ایک دن مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے منتظمین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کھانا رکھنا یا پیش کرنا بھول گئے اور رات کا ایک بہت سا حصہ گزر گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے انتظار کے بعد جب کھانے کے بارہ میں پوچھا تو سب جو انتظام کرنے والے تھے ان کے تو ہاتھ پیر پھول گئے کہ کھانا رکھا ہوا نہیں ہے اور بازار بھی اب بند ہو چکے ہیں کہ بازار سے ہی کھانا منگوا لیا جائے۔ بہر حال جب یہ صورتحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں آئی، آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس قدر گھبراہٹ اور تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ دستر خوان میں دیکھو کچھ بچا ہوا ہوگا۔ وہی کافی ہے۔ دستر خوان کو دیکھا گیا تو وہاں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہی کافی ہیں اور آپ نے وہی کھا لئے۔ تو یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور اس زمانے کے امام کا نمونہ۔

پس ہم جو اپنے آپ کو آپ کی جماعت میں شامل کرتے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں یہ صبر اور حوصلہ اور شکر گزاری کے جذبات دکھانے کی ضرورت ہے۔ ان تین دنوں میں کسی کی مہمان نوازی میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس سے درگزر کریں۔ انتظامیہ کو تو بے شک آپ توجہ دلا دیں لیکن بڑے پیار سے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہمان کی بے تکلفی بھی ضروری ہے۔ اگر بعض کمیوں کی طرف توجہ نہ دلائی جائے تو پتہ نہیں لگتا کہ کس طرح خامیاں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کی برکات سے سب کو فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں مَیں پھر سکیورٹی کے حوالے سے یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ڈیوٹی کے کارکنان کا ہی کام نہیں ہے بلکہ یہ ہر شامل ہونے والے احمدی کا کام ہے کہ اپنی اور جلسے میں شامل ہونے والے ہر مہمان کی حفاظت کے لئے اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ اور کسی بھی قسم کے شک کی صورت میں فوراً انتظامیہ کو اطلاع دے۔ اسی طرح جلسے کے ماحول اور صفائی وغیرہ کے لئے یا دوسرے معاملات کے لئے پروگرام میں جو تفصیلی ہدایات دی گئی ہیں ان کو پڑھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اور دعاؤں میں اپنا وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ ساؤتومے (Sao-Tome) کے
تیسرے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

نیشنل ٹی وی۔ ریڈیو اور اخبارات میں جلسے کی کوریج۔
مختلف سرکاری وغیر سرکاری اہم شخصیات کی جلسہ میں شمولیت

(رپورٹ: ۔ مرزا انوار الحق مبلغ سلسلہ۔ ساؤتومے)

ساؤتومے دو جزیروں پر مشتمل مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے ۔گلف آف گنی میں ''گابون'' اور نائیجیریا سے 2400 کلومیٹر دور سمندر میں خط استواء پر واقع ہے۔ 1975ء میں ساؤتومے نے پرتگیزی تسلّط سے آزادی حاصل کی۔ اس ملک کی کل آبادی ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

امسال جلسہ سالانہ ساؤتومے کے دارالحکومت ''ساؤتومے سٹی'' (Sao Tome City) میں 12 جون 2010ء بروز ہفتہ ملٹری آفیسرز ایریا میں ایک سرکاری ہال کرایہ پر لے کر منعقد کیا گیا اور مکرم عبدالقادر لیا صاحب لوکل مشنری کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے 9 ناظمین کے ساتھ تمام کام کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا۔ وقتاً فوقتاً تمام ناظمین کے ساتھ میٹنگز کا سلسلہ بھی جاری رہا اور سب کی مناسب راہنمائی کی جاتی رہی۔ تمام شاملین کو اور اتھارٹیز کو 2 ہفتے قبل دعوتی خطوط اسال کر دیئے گئے۔

امسال جلسہ سالانہ پہلی مرتبہ دارالحکومت میں منعقد کیا گیا۔ الحمدللہ تمام انتظامات بخوبی طے پائے۔ اور اللہ کے فضل سے افسر جلسہ سالانہ اور ان کی ٹیم نے بہت محنت سے کام کیا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔ نیشنل ریڈیو پر تین دن قبل ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر روزانہ متعدد بار نشر کی جاتی رہی۔

12 جون 2010ء جلسے کے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا نیز جلسے کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا بھی کروائی گئی۔ ہال کو جماعتی بینرز اور مختلف سٹالز سے سجایا گیا۔ عورتوں، بچوں اور مردوں کے بیٹھنے کا علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اسی طرح رجسٹریشن اور سیکیورٹی کا بھی خصوصی انتظام کیا گیا۔ وقت کے مطابق صبح 9:00 بجے خاکسار نے لوائے احمدیت لہرایا اور تمام شاملین کے ساتھ دعا کی اور پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ مکرم عبدالقادر صاحب افسر جلسہ سالانہ نے تلاوت کی اور پروگرام کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ایک نومبائع خادم نے عربی قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا اور اس کا پرتگیزی ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مختلف موضوعات پر تین تقاریر درج ذیل عنوان پر کی گئیں۔ ''اسلامی معاشرے کی خصوصیات''، ''عبادت الٰہی کی اہمیت و برکات''، ''مالی قربانی کی اہمیت و برکات''۔

ہر تقریر کے بعد بچوں اور بچیوں کے گروپس نے پروگرام پیش کئے جن میں وضو کا طریق، اذان، نماز پڑھنے کا مکمل طریق، دینی معلومات اور عربی گفتگو شامل تھی۔ ایک طفل کامران احمد نے عربی قصیدہ کے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔ پروگرام کے دوران ایک عیسائی نوجوان نے اسلام قبول کیا اور سب کے سامنے بیعت فارم پر دستخط کئے۔ الحمدللہ۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے وجود کا مقصد، انبیاء کی اہمیت اور شریعت پر عمل کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں سوال و جواب کا سیشن شروع ہوا۔ شاملین نے اسلام کے متعلق بہت سے سوالات کئے جن کا انہیں تسلی بخش جواب دیا گیا۔ تمام حاضرین نے سب پروگرامز میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ سب سے آخر میں خاکسار نے تمام شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسے کا اختتام کیا گیا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرین میں کھانا پیش کیا گیا جو کہ لجنہ کی ایک ٹیم نے تیار کیا تھا۔

اس موقع پر ایک دلچسپ نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں جماعت احمدیہ عالمگیر اور جماعت احمدیہ ساؤتومے کی سرگرمیوں کی بہت سی تصاویر آویزاں کی گئی تھیں۔ اسی طرح بہت سی جماعتی کتب اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے نسخے بھی رکھے گئے تھے۔

اس کے علاوہ مختلف ممالک میں شائع ہونے والے جماعتی رسائل اور اخبارات اور ساؤتومے میں جماعت کے بارے میں چھپنے والی خبروں پر مشتمل اخبارات بھی رکھے گئے۔ M.T.A.، ہومیوپیتھی ادویات اور ہیومینٹی فرسٹ کا سٹال بھی خصوصیت سے لگایا گیا۔ اس نمائش میں بھی تمام شاملین نے ازحد دلچسپی لی۔

تمام شاملین میں جماعتی تعارفی لٹریچر اور پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح سب احباب کو ایک یادگاری جماعتی تعارفی Key Ring بھی دیا گیا۔ امسال 8 علاقوں سے کل 96 افراد نے جلسہ میں شرکت کی۔

سرکردہ افراد میں ڈائریکٹر آف نیول سیکیورٹی، ڈائریکٹر آف ایمیگریشن، ڈائریکٹر آف کاریٹاش، ڈائریکٹر نیشنل اولڈ ہاؤس، گابون ایمبسی کی سینئر سیکرٹری، ایجوکیشن، پولیس اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کے نمائندوں نے بطور خاص شرکت کی۔

ساؤتومے کے نیشنل ٹی وی TVS، نیشنل ریڈیو اور 2 بڑے ملکی اخبارات نے ہمارے جلسہ کی کوریج کی۔ اللہ کے فضل سے یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے اور اس ملک میں غلبۂ اسلام کے لئے راہیں ہموار کرے۔ آمین۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

روحانی اور جسمانی برکات سمیٹے ہوئے ایک ماہ کا مہمان

رمضان المبارک

(طاہر محمود احمد ۔ ربوہ)

رمضان المبارک ایک ایسا مہمان ہے جو ایک سال میں ایک بار روحانی اور جسمانی برکات اپنے ہمراہ لے کرآتا ہے۔اس کے آنے سے موسمِ بہار کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔نورانیت کا انتشار ہوتا ہے۔ خیرِ عمیم کی بے پایاں تقسیم ہوتی ہے۔روحیں بیدار ہوکر ترقی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرتی ہیں۔ دل ودماغ میں محبت اور روشنی چمکتی ہے۔جذبات صیقل ہوتے ہیں۔کشتِ تقوی کی آبیاری ہوتی ہے۔دعاؤں کی اجابت کے آسمانی دروازے وا ہوجاتے ہیں۔ کشوف و الہام اور رؤیائے صادقہ کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔روحانی زندگی کی گہماگہمی ہوتی ہے۔احساس بیدار ہوجاتے ہیں۔غریب بھائیوں کی تنگدستی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔صدقہ خیرات میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔اخوت، باہمی ہمدردی اور مومنانہ ایثار وخلوص کی لہر سارے معاشرہ پر چھا جاتی ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی وجہ تسمیہ اور اس کی حکمت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

”رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں۔رمضان دعا کا مہینہ ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔اس میں کثرت سے مشکافات ہوتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ256)

روزہ۔تاریخ کے آئینہ میں

تاریخِ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تمام ادیان میں فرض تھا البتہ روزہ کے احکام، اس کی پابندیوں اور تعداد میں فرق ہے۔آج بھی مختلف مذاہب میں روزہ کا رواج پایا جاتا ہے۔ روزہ کی خوبیوں اور فوائد کی بنا پر ہی اس کی فرضیت اسلام میں کی گئی ہے تاکہ اُمّتِ اسلامیہ بھی روزہ کے ذریعہ اپنی معاشرت اور ماحول میں اطمینان اور سکون کی فضا پیدا کر سکے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے فریضہ کو کماحقّہٗ سرانجام دے سکے۔

☆ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اِتباع میں روزہ رکھتے ہیں اور اس میں وہ غیر معمولی اہتمام کرتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق بائبل میں لکھا ہے کہ آپ نے جبل الطّور پر چالیس دن کے روزے رکھے تھے۔

”سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی اور نہ پانی پیا۔“

(خروج)

”پھر سموئیل نے کہا کہ سب اسرائیل کو مصفاہ میں جمع کرو اور مَیں تمہارے لئے خداوند سے دُعا کروں گا سو وہ سب مصفاہ میں فراہم ہوئے اور پانی بھر کے خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔“

(سموئیل نمبر 1 :7/6)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی روزے رکھا کرتے تھے اور ان کی اِتباع میں آج بھی بعض عیسائی روزہ رکھتے ہیں۔چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

”اس وقت رُوح یسوع کو جنگل میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک لگی۔“ (متی 4:2-3)

(یہاں فاقہ سے مراد روزہ ہے۔)

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم پلید رُوحوں کو کس طرح نکال سکتے ہیں؟ وہ جواب میں فرماتے ہیں:۔

”یہ جنس (پلید رُوح) سوائے دُعا اور روزہ کے کسی طرح نہیں نکل سکتی“ (متی 12:17)

یہود نے روزوں میں بعض بدعتیں اور تکلّفات اختیار کر لئے تھے جن میں ریا پایا جاتا تھا۔اس لئے حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں اور پیروؤں کو روزہ رکھنے کا صحیح طریق بتاتے ہوئے فرمایا:۔

”پھر جب تم روزہ رکھو، ریا کاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ٹھہریں۔مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔پر جب تم روزہ رکھو اپنے سر میں تیل لگاؤ اور منہ دھوؤ تا کہ تم آدمی پر نہیں بلکہ اپنے باپ پر جو پوشیدہ ہے روزہ دار ظاہر ہو اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھ کو آشکار بدلہ دے۔“ (متیؔ باب6)

☆ قدیم مصریوں میں بھی روزہ کا رواج تھا۔ اگرچہ قدیم مصری مذہب بُت پرستی کا مذہب تھا تاہم اس مذہب کے پَیرو اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے اوراُن کے غیظ وغضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے روزے رکھا کرتے تھے اور کئی قسم کی جسمانی تکلیفیں اپنے اُوپر وارد کرلیا کرتے تھے۔اسی طرح اہلِ یونان میں بھی روزہ کا رواج تھا بالخصوص یونانی عورتیں روزہ رکھنے میں خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہندو مذہب میں تو ہر ماہ بعض ”برت“ یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے اور ہندو مذہب کے مذہبی لیڈروں میں چلّہ کشی کا رواج تو معروف ہے گو روزوں کی تعداد، احکام اور روزہ کے وقت کے متعلق جملہ اَدیان میں فرق ہے۔

☆ مشرکینِ عرب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جاہلیت کے ایّام میں عاشورہ (دسویں محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب الصّوم)

روزوں کی فرضیت

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن روزہ ہے۔تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ناقابلِ برداشت مظالم کے پیشِ نظر جب مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو اس تاریخی ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں ہر بالغ مسلمان پر روزے فرض کئے گئے بشرطیکہ وہ مسافر یا بیمار نہ ہو۔چنانچہ قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کے متعلق مندرجہ ذیل نص وارد ہوئی ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(البقرہ 184 تا 186)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔تم متقی بن جاؤ۔سو تم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہو گی اور ان لوگوں پر جو (فدیۂ رمضان کی) طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا دینا (بطور فدیہ رمضان کے واجب ہے) اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے رمضان کا وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیے کہ اس مہینے کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تا کہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور عظمت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمُ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِیْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آ جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیْ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْأَ ظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعاً مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّىٰ فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّىٰ سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِماً كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَ عِتْقَ رَقَبَتُهٗ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئٌ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَاتَفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْتَمْرَةٍ اَوْشَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ۔ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِماً سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ أَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ وَ أَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے لوگو! کل تم پر ایک بڑا اعظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی نیکی بجا لاتا ہے تا کہ اسے قربِ الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے اس نے گویا کہ ستّر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا

ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اِس ماہ میں کسی روزہ دار کی اِفطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اُسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اُس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اُسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔

روزہ کی اغراض ومقاصد

اللہ تعالیٰ نے روزہ کے تین مقاصد قرآن میں بیان فرمائے ہیں:۔

1۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن ۔ تا کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اخلاقی اور اجتماعی کمزوریوں سے بچو۔

تقویٰ کا حصول روزہ سے اِس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان کے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے تو برے کاموں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت اور میلان ہو جاتا ہے کیونکہ متقی شخص وہ ہوتا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے مطابق ہو۔

2۔ وَ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰیکُمْ ۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے مطابق اس کی عظمت بیان کرو۔

روزہ سے دوسری غرض اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعتراف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اَور کی عبادت کا تصور بھی دل میں نہ آئے اور حقیقی توحید کا زبان اور دل سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے لئے وقف کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رمضان کے روزے ختم ہو جاتے ہیں تو عید الفطر کی نماز کی تقریب میں کثرت سے تکبیرات کہنے کا ارشاد ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہ اَکْبَر، لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر وِلِلّٰہِ الْحَمْد۔

3۔ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْن تا کہ تم اس کا شکر کرو۔

تیسری غرض روزوں سے اظہارِ شکر ہے۔ عربی زبان میں شکر کے معنے قدر کرنے اور پورا حق ادا کرنے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا حقیقی شکریہ ہے کہ انسان کے جملہ اعضاء دماغ، دل، زبان، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کریں اور ان اعضاء سے جائز کام لیا جائے تب ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا شکرگزار بندہ ہوں۔

روزوں کے طبی فوائد

روزے انسانی قلب وروح سے فاسد مادوں کو زائل یا درست کرنے کا اس قدر کامیاب ذریعہ ہیں جس کی نظیر نہیں ہوسکتی۔ روزے کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے مشرق کے معروف طبیب علامہ قرشی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر فضلے کو بدن میں رہنے دیا جائے تو اپنی کمیّت اور کیفیت کی بناء پر مختلف امراض کا موجب بنتا ہے لہٰذا اس کا اخراج لازمی ہے۔ فضلے کا اخراج اگر ادویات سے کیا جائے تو اکثر اوقات ادویات کے مضر اثرات سے فاسد مادہ کے ساتھ صالح مواد بھی ضرور خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلاب کے بعد کمزوری سی محسوس ہوتی ہے اور جہاں تک روزہ دار کے جسم کی حرارت کا تعلق ہے یہ حرارت اکثر اوقات اتنی بڑھ جاتی ہے کہ موادِ ردّیہ کو جلانے اور اسے ختم کرنے میں اعانت کرتی ہے۔ اگر موادِ ردّیہ تحلیل ہو گئے تو مختلف قسم کے جراثیم کی جڑ کٹ گئی یا انسان صیح معنوں میں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن کا عامل یعنی متقی اور پرہیز گار بن گیا۔

روزہ دار کے لئے روزہ اورقرآن کریم کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْر و اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یُشَفِّعَانِ لِلْعَبْدِ۔ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ ۔ (البیھقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن مجید کی شفاعت مومن کے بارے میں قبول کی جائے گی۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! مَیں نے اس مومن کو کھانے اور شہوات سے دن کے وقت روکے رکھا تُو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا کہ مَیں نے رات کے وقت اسے نیند سے باز رکھا اس کے بارے میں میری سفارش منظور فرمایا۔ پس ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

روزوں کا اجروثواب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کلّ عمل ابن اٰدم یضاعف الحسنۃ بعشرامثالھا الیٰ سبع مائۃ ضِعفٍ الی ما شاء اللہ۔ یقول اللہ الا الصوم فانّہٗ لی اَنَا اجزی بہ یدع شھوتہٗ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ و فرحۃ عند لقاء ربّہ و لخلوف فم الصائم اطیب عنداللہ من ریح المسک۔

(سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی فضل الصیام)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر عمل کا بدلہ دس گُنے سے سات سَو گُنے تک بڑھایا جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس کی جزا مَیں خود دوں گا (یعنی اس کے بدلہ کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ غیر محدود ہے) روزہ رکھنے والا اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک خالص کستوری سے بھی بہتر ہے۔''

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر 2

اس کے بعد حضور نے درج ذیل دعائیں کرتے رہنے کی تلقین فرمائی{۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ۔اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔

اے میرے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، اوران لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ مجھے تیری محبت اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا یَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَآعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا۔

اے میرے اللہ! تُو ہمیں اپنا خوف عطا کر جسے تُو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے، اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو، اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تو ہمیں جنت میں پہنچادے، اور اتنا یقین بخش جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تُو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اس کے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی ابتلا کے آنے سے بچا، اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مَبْلَغ علم ہو (یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو) اور ایسے شخص کو ہم پر مُسلّط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ۔ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔

اے اللہ! میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں ض تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں۔ تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تُو مجھے گمراہی سے بچا۔ تُو زندہ ہے کسی کو بقا نہیں۔ جنّ واِنس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ میں آجائیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیْ ءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّتَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔

اے میرے رب! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْکَ۔ (الاعراف:56-57)

تُو ہی ہمارا ولی ہے۔ پس ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر اور تُو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حَسَنَۃ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف آ گئے ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الاعراف :24)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ (الاعراف:127)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔ (آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا بعد اس کے جو تُو نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت عطا کرنا۔ یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔ (**البقرۃ**:251)

اے ہمارے رب ہم پر صبر نازل کر، اور ہمارے قدموں کو ثباتِ قدم بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

آخر پر فرمایا کہ ابھی اجتماعی دعا میں اپنے لئے بھی دعا کریں، جماعت کی ترقی کے لئے بھی دعا کریں۔ اسلام کی ساری دنیا میں شان وشوکت کے قائم ہونے کے لئے اور شہداء کی بلندی درجات کے لئے بھی دعا کریں۔

اس کے بعد حضور نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی اور پھر السلام علیکم کا آسمانی تحفہ عطا کرتے ہوئے جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے جبکہ ساری جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونج رہی تھی۔ 6:15 بجے افتتاحی اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز کی کارروائی

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کی کارروائی پروگرام کے مطابق صبح ٹھیک دس بجے مکرم ڈاکٹر مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم نورالدین صاحب آف قادیان نے سورۃ توبہ کی آیات 112,111 کی تلاوت کی جن کا آغاز اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ کے مبارک الفاظ سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم فلاح الدین صاحب آف جرمنی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت منظوم کلام ؎ ’ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین دل سے ہیں خدام ختم المرسلین‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا

تلاوت ونظم کے بعد علماء سلسلہ کی تقاریر ہوئیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تقریر بعنوان سیرۃ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ (مکرم فرید احمد صاحب، سیکرٹری امور خارجہ یوکے)

مکرم فرید احمد صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ کا وجود اللہ تعالیٰ کے جماعت پر کئے گئے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان ہے۔ آپ کی چار دہائیوں پر پھیلی ہوئی خدمت دین، سادگی اور اخلاص نئی نسل کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ آپؓ 1884ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام رحیم بخش رکھا گیا جسے بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تبدیل کر کے عبدالرحیم رکھ دیا اور ’’درد‘‘ کا تخلص بھی ایک دوسرے موقع پر حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے ہی عطا کیا۔ بچپن میں آپ اکثر بیمار رہا کرتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے آپ نے بیماری سے مکمل شفا پائی۔

1914ء میں گریجوایشن کے بعد آپ انگلش میں ماسٹر ڈگری کرنا چاہتے تھے مگر حضرت خلیفہ ثانیؓ کی تحریک پر آپ نے عربی میں یہ ڈگری مکمل کی۔ 1919ء میں انڈین سول سروس کا امتحان پاس کیا جس کے بعد آپ کو ملازمت کی پیشکش ہوئی مگر اسے قبول کرنے کی بجائے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کا سب سے پہلا پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ کی فراست اور وسعت علمی کی وجہ سے آپ کو جماعت میں ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو 1924ء میں ہونے والی ویمبلے کانفرنس (Wembley Conference) کے وفد میں شامل کیا گیا۔ اسی سال مسجد فضل کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے آپ کو یوکے میں مشنری انچارج مقرر فرمایا اور مسجد فضل کی تعمیر مکمل ہونے پر آپ کو اس کا پہلا امام ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اپنے قیام برطانیہ کے دوران آپ نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء فرمایا۔ آپ کو اردو اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور آپ نے ان زبانوں میں کئی کتب بھی تحریر کیں۔ انگریزی زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی پر مبنی 800 صفحوں کی کتاب Life of Ahmad (حیات احمد) آپ کی قوت تحریر کا ایک شاہکار ہے۔ اسی طرح آپ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے لئے قائم کردہ بورڈ کے ممبر بھی رہے۔ اپنی جرات مندی، حوصلے اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے آپ کو سیاسی میدان میں بھی جماعت کی عظیم الشان خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔ انڈین وائسرائے سے کشمیر کے حوالے سے ملاقات اور وزیر اعظم پاکستان سے 1953ء کے فسادات کے دوران مذاکراتی کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے ملاقات۔ نیز آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری کے طور پر تقرری آپ کی سیاسی خدمات کی چند ایک مثالیں ہیں۔

1923ء میں آپ کو دوسری دفعہ امام مسجد لندن مقرر کیا گیا۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے آپ کو قائداعظم کو انڈیا واپس آنے کے لئے ترغیب دینے کو کہا جو کہ گول میز کانفرنس کے بعد ہندوستانی سیاست سے مایوس ہو کر مستقل طور پر برطانیہ میں مقیم ہو چکے تھے۔ آپ کی پرحکمت ترغیب کے نتیجے میں قائداعظم نے سیاست کے میدان میں واپس آنے کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ ’’امام صاحب کی مؤثر اور پرحکمت ترغیب نے میرے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہنے دیا‘‘۔ افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان کی گورنمنٹ جماعت احمدیہ اور اس کے بزرگوں کی تحریک پاکستان کے حوالے سے کی گئی خدمات کو مسلسل نظر انداز کرتی چلی آ رہی ہے۔

مکرم فرید احمد صاحب نے حضرت مولانا دردؓ صاحب کی سادگی اور عاجزی وانکساری کے بھی کئی واقعات بیان کئے۔ سادگی کے باوجود آپ میں بلا کی خوداعتمادی تھی یہاں تک کہ حضرت خلیفہ ثانیؓ کی طرف سے جب آپ کو وائسرائے ہند سے ملاقات کے لئے بھجوایا جاتا تو وائسرائے بھی ملاقات کے بعد آپ کی تعریف میں رطب اللسان پائے جاتے۔ حضرت مولانا دردؓ صاحب کی دو بیویاں تھیں اور ہر بیوی سے 4 یا 5 بچے تھے۔ سلسلے کی طرف سے جو مشاہرہ آپ کو ملتا وہ مختلف کٹوتیوں اور والدہ صاحبہ کا حصہ نکالنے کے بعد اس قدر قلیل ہوتا کہ اس میں ایک عام آدمی کا گزارہ بھی بہت مشکل سے ہوسکتا، لیکن درد صاحبؓ نے ساری عمر کبھی بھی اپنی قلیل آمدنی کا ذکر نہ کیا بلکہ خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے خلیفۂ وقت کی اطاعت اور سلسلے کی خدمات کو ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنایا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی کو ہی اپنا سرمایۂ حیات سمجھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپؓ کو تین نظارتوں یعنی ’’امور عامہ‘‘، ’’امور خارجہ‘‘، اور ’’نظارت تعلیم‘‘ کا ناظر مقرر کیا گیا جو کہ آپ کی قابلیت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ 40 سال سے زائد عرصہ پر محیط خدمات دینیہ بجالانے کے بعد آپ کی وفات دل کا حملہ ہو جانے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ کی وفات کا سن کر حضرت خلیفہ ثانیؓ نے فرمایا کہ ’’آج میری ٹیم مجھ سے چلی گئی‘‘۔ حضور کا یہ فرمانا خلیفۂ وقت کی نظر میں آپ کی عظمت اور اعلیٰ مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی خدمات کی وجہ سے درد صاحبؓ کا نام جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

تقریر بعنوان ’’نظام وصیت کی تاثیرات‘‘۔ (مکرم مولانا عبدالاول خان صاحب مبلغ انچارج بنگلہ دیش)

مکرم مولانا عبدالاوّل صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ عام انسان بھی مرنے سے پہلے کوئی نہ کوئی وصیت کرتا ہے لیکن متقیوں کو خاص حکم دیا گیا ہے کہ جب تم پر موت کا وقت آئے تو والدین اور رشتہ داروں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے وصیت کیا کرو۔

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام میں بھی وصیت کا نظام جاری تھا بلکہ آنحضورؐ خود ان کی اس سلسلے میں رہنمائی فرماتے تھے۔ مولانا صاحب نے صحابی رسول سعد بن مالکؓ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی بیماری کے دوران آنحضورؐ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ 1/10 سے 1/3 تک حصہ جائیداد کی تم وصیت کر سکتے ہو۔ 1905ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے اپنی وفات کی بار بار خبر پا کر ایک رسالہ الوصیت کے نام سے تحریر فرمایا جس میں آپؑ نے کل 4 مضامین پر روشنی ڈالی جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کی وحی کی تحت ’’وصیت کے نظام‘‘ کا تفصیل سے بیان بھی ہے۔ اسی طرح آپؑ نے ایک قبرستان کے قیام کا منصوبہ بھی پیش فرمایا اور اس میں دفن ہونے کے لئے جو شرائط مقرر فرمائیں ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ اس قبرستان میں وہی شخص دفن ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ موت کے بعد اس کی جائیداد کا کم از کم 1/10 حصہ اشاعت اسلام اور دین کی اغراض کے لئے استعمال کیا جائے اور اسے زیادہ سے زیادہ بڑھا کر 1/3 حصہ تک کر دے لیکن اس سے کم نہ کرے۔ اس ضمن میں مولانا صاحب نے حضرت بابا محمد حسن صاحبؓ کا ذکر فرمایا جنہیں رسالہ الوصیت کی چھپوائی سے پہلے ہی اس کا مسودہ پڑھ کر سب سے پہلے وصیت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کی قربانی میں آپ کا مکان، کچھ زمین اور رقم شامل تھی جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کی۔ اس کے علاوہ مولانا صاحب نے اور بہت سے صحابہ کرام کا ذکر کیا جنہوں نے وصیت کا نظام جاری ہوتے ہی بڑھ چڑھ کر مالی قربانی پیش کی۔

مولانا صاحب نے بتایا کہ 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وصیت کے سو سال پورے ہونے تک جماعت میں کم از کم 50,000 موصیان ہونے چاہئیں اور پھر 2008ء میں فرمایا کہ ہر جماعت میں کام کرنے والوں کی کم از کم 50 فیصد تعداد وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دونوں تحریکات میں غیر معمولی طور پر برکت حاصل ہونے کی وجہ سے آج موصیان کی تعداد 38,000 سے بڑھ کر ایک لاکھ سے اوپر جا چکی ہے۔

مولانا صاحب نے متعدد واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ موصیان دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے وصیت کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف دینی وروحانی ترقیات کے وارث بنتے ہیں بلکہ مادی اسباب میں بھی غیر معمولی ترقی پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے وصیت کی تاثیر بین الاقوامی سطح پر جماعتوں کی روحانی ترقی اور مالی کشائش کا باعث بن رہی ہے۔ اکثر جماعتیں موصیان کی تعداد میں اضافہ ہونے کے باعث اب مالی طور پر خود کفیل ہو چکی ہیں اور عام دنیوی جماعتوں کی طرح کسی بیرونی مدد کی محتاج نہیں۔ آپ نے بنگلہ دیش کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ عموماً دوران سال مالی بجٹ میں 10-12 فیصد اضافہ ہوتا تھا لیکن نظام وصیت کے پھیلنے کی برکت سے امسال اس بجٹ میں غیر معمولی طور پر 37 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

مولانا صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں نظام وصیت کے تحت جاری کردہ نظام نو کا ذکر کیا جس کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1942ء میں فرمایا تھا جس کی غرض یہ تھی کہ اب نظام وصیت صرف تبلیغ کے کام تک محدود نہ رہے بلکہ ہر قسم کے دکھ اور تکلیف کو دنیا سے مٹانے کے لئے بھی یہ کام آئے۔ آپ نے احباب جماعت کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس نظام میں شامل ہو کر اس کی برکات سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مکرم مولانا عبدالاول صاحب کی تقریر کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب طاہر آف ہالینڈ نے اپنی خوبصورت آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت منظوم کلام ؎ کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد صاحب نذیر مبلغ انچارج کینیڈا نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔

تقریر بعنوان تعلق باللہ کے ذرائع (انگریزی۔ (مکرم مولانا مبارک احمد نذیر احمد صاحب مبلغ انچارج کینیڈا)

مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ہمارا مقصد پیدائش اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اور یہ تعلق اللہ تعالیٰ کے کامل خوف اور کامل محبت کے نتیجے میں ہی قائم ہوسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی دنیاوی ضروریات اور خواہشات کو پانے کی جستجو نہ کرے بلکہ قرآن کریم خود دنیاوی اور دینی دونوں حسنات کے حصول کے لئے مومنوں کو دعا سکھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی دنیا میں ایک قسم کی بے چینی اور بے سکونی پائی جاتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ اس کا سبب صرف غربت ہے تو تیسری دنیا کے ممالک کے حوالے سے تو یہ بات مانی جاسکتی ہے مگر کیا وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک بھی اسی بے سکونی کا شکار ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس بے سکونی کا سبب خدا تعالیٰ سے بے تعلقی اور دوری بیان فرماتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ’’دل صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی سکون پاتے ہیں‘‘۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کا سب سے افضل ذریعہ آپ نے نوافل ادا کرنے کو بیان کیا۔ جیسا کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ نوافل کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان بن جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے تعلق باللہ کے سلسلہ میں مستقل مزاجی اور صبر واستقامت کے ساتھ دعاؤں کے ساتھ چمٹے رہنے پر زور دیا۔ اس ضمن میں آپ نے تیسرا ذریعہ آنحضورؐ کی کامل اور سچی پیروی قرار دیا۔ اس سلسلے میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی سے چند مثالیں پیش کیں کہ آپ اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر عمل کرنا اپنا جزو ایمان سمجھتے تھے۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ عاجزی وانکساری سے تبلیغ کرنا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔

آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے غصے کو دبا لیتے ہیں۔ اپنی زبان پر قابو رکھتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح تنگی وآسائش، ہر حال میں اللہ کی راہ میں مالی قربانی کرنے والے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا شکر ادا کرنا بھی تعلق باللہ بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے۔

آخر میں مولانا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سچی توبہ گناہوں اور ان کے بد اثرات کو مٹا کر بندہ کو خدا تعالیٰ کے نزدیک لانے کا موجب بنتی ہے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ کرے ہم سب ان راہوں پر چل پائیں جن پہ ہمیں خدا تعالیٰ مل سکے تا کہ ہم دنیا میں امن وسلامتی قائم کرسکیں۔ آمین

(باقی آئندہ)

بقیہ:دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

صاحب شہید ابن مکرم چوہدری غلام رسول صاحب چجہ، مکرم شیخ مبشر احمد صاحب شہید ابن مکرم شیخ حمید احمد صاحب۔

ان سب شہداء کا ذکر خیر کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بیوی بچوں کا حافظ وناصر ہو۔ جن کے والدین حیات ہیں انہیں بھی ہمت اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھے۔ صبر اور استقامت سے دین پر یہ سب اور ان کی آئندہ نسلیں بھی قائم رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے۔)

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ MTA پر Live نشر ہوا۔ اور دس زبانوں جرمن، انگریزی، عربی، بنگلہ، فرنچ، فارسی، بلغارین، بوزنین، البانین اور ٹرکش میں اس کے رواں تراجم بھی ہوئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

یونیورسٹی لیول کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق آج شام یونیورسٹی لیول کے طلباء کا حضور انور کے ساتھ ملاقات کا ایک پروگرام تبلیغی ہال میں رکھا گیا تھا۔ آٹھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا جو مکرم محمد لقمان احمد مجوکہ صاحب نے پیش کی۔ اور اس کا جرمن ترجمہ مکرم شعیب مظفر صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے طلباء کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم نے بتایا کہ اس وقت طلباء کی تعداد 275 ہے اور یہ سب یونیورسٹی کے طلباء ہیں۔ پروگرام کے آخر تک یہ تعداد بڑھ کر 290 ہو گئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

آپ مَیں سے بہت سارے ایسے ہوں گے جو پہلے مجھ سے ایک دفعہ مل چکے ہیں اور میٹنگ ہو چکی ہے۔ کچھ نئے بھی آئے ہوں گے۔ یہ عمومی ہدایت مَیں پہلے بھی دے چکا ہوں اور اب بھی دیتا ہوں کہ **سائنس کے مضامین کی طرف اپنا زیادہ رجحان کریں اور پھر اس میں بھی ریسرچ کی طرف جائیں۔** کیونکہ آئندہ جو زمانہ آ رہا ہے اس میں جب بھی اگر ان کو خیال آ گیا اور آہستہ آہستہ یہ خیال ابھرنا شروع ہو گیا ہے، یورپ میں بھی اور انگلستان میں بھی کہ ہمیں یہاں کے لوکل سٹوڈنٹس کو ریسرچ کی طرف آنا چاہئے۔ سائنس کی طرف آنا چاہئے، لیکن جس دن یہ خیال پکا ہو گیا اس دن آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ اس لئے اس سے پہلے کہ یہ لوگ ریسرچ کی فیلڈ میں آگے آئیں اور پھر بہر حال یہاں کے جو اس ریجن کے لوگ ہیں ان کو پہلی Preference ہوگی۔ بے شک ان ملکوں کے ہوں لیکن اگر احمدی نہیں ہیں تو پھر کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔

احمدی حقیقت میں جب ریسرچ میں آگے آئیں گے تو پھر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اپنی ریسرچ کو آگے بڑھائیں گے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ احمدی کو آگے آنا چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ آپ پاکستانی ہیں یا جرمن ہیں۔ احمدی سٹوڈنٹس جو بھی ہیں ان کو آگے آنا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ غیر مسلم آگے آئیں اور جو ریسرچ کا میدان ہے اس پر چھا جائیں۔ اس وقت تک تو وہ چھائے ہوئے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کے لئے بڑا اچھا موقع ہے۔ آگے آنا چاہئے اور عمومی طور پر تو مَیں سٹوڈنٹس کو یہی ہدایت دیا کرتا ہوں لیکن **باقی بھی ہر میدان میں جہاں جہاں بھی آپ جا رہے ہیں اس میں اتنی پرفارمنس کریں کہ واضح طور پر نظر آئیں اور آپ ایسے سٹوڈنٹس ہوں جن کے رزلٹ حقیقت میں Significant ہوں۔**

حضور انور نے فرمایا: پچھلی دفعہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر طلباء کے ساتھ مجلس ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے اس میں زیادہ اچھا تجربہ تھا کہ سوال وجواب کئے جائیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ کون کون ایسے طلباء ہیں جو MSc میں پڑھ رہے ہیں یا ماسٹر کر رہے ہیں۔ اس پر طلباء نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

ایک طالب علم نے عرض کیا کہ وہ IT میں MSc کر رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انفارمیشن ٹیکنالوجی میں کوئی نئی ریسرچ کریں گے یا صرف جو روٹین کا چل رہا ہے اس میں کام کرتے جائیں گے۔ طالبعلم نے عرض کی کہ روٹین کا ہی ہے۔ آگے Phd کرنے کا بھی پروگرام ہے۔

ایک طالب علم نے بتایا کہ وہ سول انجینئرنگ کر رہا ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالب علم نے بتایا کہ ابھی تعلیم مکمل ہونے میں تین سال باقی ہیں۔

حضور انور نے طلباء سے دریافت فرمایا کہ کون سے ایسے طلباء ہیں جو سائنس کے مضامین فزکس، کیمسٹری، Mathematics وغیرہ پڑھ رہے ہیں اور آگے ریسرچ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ MSc کے بعد Phd کرنے کا بھی پروگرام ہے۔

ایک طالب علم نے بتایا کہ MSc کے بعد Phd کرنے کا پروگرام ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالب علم نے بتایا کہ Thesis یہاں علیحدہ نہیں ہوتا بلکہ کورس کا حصہ ہوتا ہے اور پچاس فیصد اس کے نمبر ہوتے ہیں اور پچاس فیصدی تھیوری کے ہوتے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالب علم نے بتایا کہ اسے فزکس (Physics) میں دلچسپی ہے اور Phd کرنے کا پروگرام ہے۔

ایک طالب علم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ بیالوجی میں Phd کر رہے ہیں "Structural Biology Topic" ہے۔ اس پر ریسرچ کرنی ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ Supervisor ایسا اچھا ہے۔ یہ نہ ہو کہ ریسرچ آپ کی ہو اور نام اس کا آجائے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ Pharmaceutical Industry، اس میں جائیں گے وہاں بھی تو ریسرچ ہوتی رہتی ہے۔ گورنمنٹ بھی ریسرچ کرتی ہے۔ طالبعلم نے بتایا کہ یہ بھی ایک موقع ہے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ MSc فیصل آباد (پاکستان) سے کی ہے۔ جرمنی میں ابھی Thesis جمع کروایا ہے جو Agricaulture Technology میں ہے۔ یہ Combination ہے Biotechnology اور Agriculture کا۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالبعلم نے بتایا کہ اس کا موضوع " Extraction of lucosinolates" ہے۔

حضور انور نے فرمایا جس بیج (Seed) پر آپ تجربات کر رہے ہیں۔ اس بیج (Seed) کے اوپر ڈائریکٹ کرتے ہیں یا اس کا آئل Extraction کے بعد کرتے ہیں۔

طالبعلم نے بتایا کہ بیج کو Crush کر کے اس پر تجربات کرتے ہیں اور مختلف کیمیکل (Process) کے ذریعہ گزار کر ڈائیلیوٹ کیا جاتا ہے اور صرف پانی ہی ہمارے پاس رہ جاتا ہے۔

ایک طالبعلم نے شہد (Honey) کے متعلق ذکر کر کے دریافت کیا کہ مَیں اس پر کام کرنا چاہتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا شہد کی مکھی کی یہ بھی تو ایک خصوصیت ہے کہ ایک جگہ جب جاتی ہے تو اس Particular پھول سے وہ چھتہ بناتی ہے اور سارا Nectar وہیں سے لیتی ہے۔ اگر اس کینولا کو جو آپ Develop کر رہے ہیں اس کا شہد بنایا جائے تو شہد ایک اور نئی چیز آپ کو دے گا، شفاء للناس کا ایک نیا دروازہ کھلے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل شہد کی مکھیوں کے بارہ میں یہ بھی ہے کہ ان کا Death Rate بہت بڑھ گیا ہے۔ اب تو میرا خیال ہے کہ ستر فیصد تک جو ہیں وہ ایک سال کے اندر اندر مر جاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: سیریا (Syria) میں ہمارے ایک سائینٹسٹ ہیں وہ شہد کی مکھیوں پر کافی ریسرچ کرتے ہیں۔ پروفیسر بھی رہے ہیں۔ ان کے بقول جو انہوں نے تجربات کئے ہیں، ان تجربات کے مطابق اس کی مرنے کی شرح بہت کم ہے اور بہت حد تک انہیں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے آپ ان سے بھی رابطہ کریں کہ وہ کس طرح ریسرچ کرتے ہیں۔ ان کے پاس کچھ مواد ہے۔ حضور انور نے فرمایا کینیڈا میں ہمارے احمدی دوست ڈاکٹر محی الدین صاحب ہیں ان کو بھی شہد میں ریسرچ سے دلچسپی ہے۔ ان سے بھی رابطہ کریں۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ ’’جنیٹک اینڈ مالیکولر بائیو انجینئرنگ (Genetic and Molecular Bio-Engineering) میرا مضمون ہے۔ اور ہم Zebra Fish پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالبعلم نے بتایا کہ اس مچھلی کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بہت Fast Re-Generation کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ اس کے جسم کے مختلف حصوں سے مختلف کریکٹر لے رہے ہیں اور اس پر ریسرچ کر رہے ہیں یا کس طرح؟ اب تک کیا نتائج ہیں؟ اس پر طالبعلم نے بتایا کہ ہم نے دو جینز ڈھونڈی ہیں جو Influence کر سکتی ہیں Re-Generation of Bones کو۔

حضور انور نے فرمایا: آپ Bones کے لئے ایسی ریسرچ کر رہے ہیں جو آرتھرائٹس کے مریض ہیں ان کے لئے بھی اچھی چیز بن سکتی ہے۔ تو پھر کیا یہ اس طرح کی چیز بنے گی جس طرح "Stem Cells" پر ریسرچ ہوتی ہے۔ اس سے Bone development ہو سکتی ہے تو بجائے انسان کا اپنے جسم کا Stem Cell لینے کے آپ اس کو لے کر Inject کریں گے۔ تو جہاں جہاں ہڈیوں کی De- Generation ہو رہی ہے اس میں یہ مددگار ہو جائے گا۔

طالبعلم نے بتایا کہ ابھی ہم یہاں کسی مریض پر اس کا تجربہ نہیں کر سکتے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا تیسری دنیا کے ممالک میں آپ کو بعض ایسے مریض مل جائیں گے جہاں آپ ان کا علاج اپنی اس ریسرچ کے مطابق کر سکیں گے۔

ایک طالب علم ملک فن لینڈ (Finland) سے آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ IT (انفارمیشن ٹیکنالوجی) میں ماسٹر کر رہے ہیں۔ بعد میں Phd کرنے کا ارادہ ہے۔ کمپیوٹر ہارڈویئر (Computer Hard Ware) کے متعلق ریسرچ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ایک ریسرچ آج کل یہ بھی ہو رہی ہے کہ سکینرز (Scanners) میں سے جب آپ گزرتے ہیں۔ جیسے بعض جگہ ایئر پورٹس پر ہوتا ہے تو سارا کچھ ننگا نظر آتا ہے اور یہ ریسرچ کر رہے ہیں کہ وہ ننگ نظر نہ آئے لیکن آپ کو Detect کر لیں۔ اندر کوئی چیز ہو تو وہ ایکسرے میں آجائے، جسم نظر نہ آئے۔

ایک طالب علم نے فن لینڈ میں جماعت کی رجسٹریشن کے حوالہ سے بات کی اور تعداد کا ذکر کیا کہ ہم تھوڑے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا، ابھی آپ بیس (20) بھی نہیں بن سکے؟ مَیں نے کہا تھا کہ بیس (20) بن جائیں تا کہ جماعت بن جائے اور رجسٹریشن ہو سکے۔

طالبعلم کے عرض کرنے پر کہ ہم اللہ کے فضل سے 38 ہو گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا پھر تو ان کی جو کم سے کم Requirement 20 کی تھی اب وہ تو پوری ہو گئی ہے۔ تو پھر رجسٹریشن کیوں نہیں ہوتی۔ طالبعلم نے عرض کیا کہ رجسٹریشن کا پراسس شروع ہو گیا ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر طالب علم نے بتایا کہ سانحہ لاہور کا ذکر فن لینڈ کے نیشنل اخبارات میں کافی آیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس کی وجہ سے ان کو بتائیں کہ اس طرح ہمارے جو Talented طلباء ہیں ان کو ویزے دیں۔

طالبعلم نے بتایا کہ ایک پروجیکٹ پر کام کیا ’’Nano Carbon Particles‘‘ پہلے Micro میں ہوتا تھا۔ اب Nano کا دور ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا Nano میں تو آپ پوری دنیا کو سمیٹ رہے ہیں ایک بال کے اندر۔ نیوٹیکنالوجی میں کوئی اور بھی ریسرچ کر رہا ہے؟

ایک طالب علم نے بتایا کہ اپلائیڈ فزکس میرا فیلڈ ہے۔ آج کل بہت اونچی عمارات بناتے ہیں اور اس میں اسٹیل استعمال کرتے ہیں ایک وقت آتا ہے کہ جب اسٹیل کے اوپر اسٹیل چڑھا دیتے ہیں تو ٹمپریچر زیادہ ہونے سے اسٹیل پگھل جاتا ہے اور عمارت گر جاتی ہے۔ اس وجہ سے اب عمارات میں ہائی کوالٹی پرفارمنیس میٹریل لگانے کے متعلق ریسرچ ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن اب نئی ٹیکنالوجی آئی ہے جس میں Conical شکل میں بلڈنگ بنا رہے ہیں جو Earth Quake کے Shake بھی برداشت کر لے گی۔ کہہ رہے ہیں کہ اس میں مضبوطی آجائے گی اور کئی سو سال تک وہ کہتے ہیں کہ اس کی زندگی ہوگی اور یہ سخت ترین زلزلہ Nine ریکٹر سکیل کو بھی برداشت کر سکتی ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہ کونسا میٹریل استعمال کر رہے ہیں۔

ایک طالبعلم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی یہ ماڈل ہے اور پیپر ورک ہے اور ابھی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔ Mathematically انہوں نے Prove کر لیا ہے کہ ہوسکتا ہے۔

ایک طالبعلم نے بتایا کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی میں ماسٹر کر رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ IT میں بہت سارے لوگ جاتے ہیں۔ آسان ہے یا کیا وجہ ہے؟ یا Jobs بہت جلدی مل جاتے ہیں۔

طالبعلم نے بتایا کہ شروع میں نسبتاً آسان لگتی ہے اس لئے طلباء IT میں چلے جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آسان لگتی ہے تو چلے جاتے ہیں۔ فرمایا اس میں طلباء کو کوئی Guidence تو ہوتی نہیں ہے اور جو وہ اپنے سٹوڈنٹس سے، ساتھیوں سے سنتے ہیں کہ اکثر نے IT کر لیا ہے تو چلو ہم بھی IT کر لیں۔ حضور نے فرمایا: مَیں نے سیکرٹری تعلیم صاحب کو کہا تھا کہ **ایک سسٹم بنائیں۔ طلباء کی کونسلنگ ہو، گائیڈنس ہو، جو مختلف فیلڈز کے پروفیشنل ہیں وہ طلباء کو Abitur کرنے سے پہلے گائیڈ کیا کریں کہ انہوں نے کونسی فیلڈ لینی ہے۔** طلباء کو کوئی پتہ نہیں ہوتا۔ طلباء بھی یہ کہتے ہیں کہ چلو ہم نے پیسے کمانے ہیں۔ جلدی کرو یا یہ آسان مضمون ہے اس میں ماسٹرز کی سند ہاتھ میں آجائے گی۔ آئی ٹی (IT) والے جماعت میں بہت زیادہ ہوگئے ہیں۔ کچھ تھوڑے سے سائنس میں بھی جانے چاہئیں۔ جو گئے وہ دو چار ہی کھڑے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا: ابھی تک تو آئی ٹی (IT) میں جو کچھ بھی نئی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اس سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ **آج کل مختلف سائٹس ہیں جو جماعت کے خلاف پراپیگنڈہ کرتی ہیں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کتنی جلدی اپنی انفارمیشن اس میں فیڈ کردیں کہ ان کا اثر ہونے سے پہلے ہماری چیز پہنچی ہو۔**

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ اسلام میں ایک طرف تعلیم اور علم کی اہمیت بہت رکھی گئی ہے۔ تو دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض علوم ایسے ہیں جو خدا سے دور لے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک علم جو Cloning وغیرہ ہوتی ہے اس کے بارہ میں بتایا گیا ہے کہ اس کے اوپر جہنم کا عذاب ہے۔ اور یہ الٹا پڑے گا انسان کو اور یہ خدا سے دور لے جانے والا ہے۔ باقی قرآن کریم نے ہر ریسرچ کو علم قرار دیا ہے اور یہ نہیں کہا گیا کہ ان باقی علوم کو نہ پڑھو یا اس کا الٹا نقصان ہوگا۔ باقی سب علوم کے فائدے ہی ہیں۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ہم لوگ ذہن میں رکھ سکتے ہیں یا کوئی ایسی کوشش کر سکتے ہیں کہ ہم لوگوں کا جو کام ہو اس کا اچھا استعمال ہو۔

حضور انور نے فرمایا: ہر چیز جو دنیا میں ہے اس کا ایک اچھا پہلو بھی ہے، برا پہلو بھی ہے۔ اب آئی ٹی (IT) ہے۔ اس کا اس وقت دنیا میں جتنا استعمال ہو رہا ہے اس کا اچھا پہلو تو صرف جماعت احمدیہ ہی استعمال کر رہی ہے۔ اس میں جتنی بھی ویب سائٹس ہیں 70 یا 75 فیصد میں نے سنا ہے جو Pornography پر چل رہی ہوتی ہیں۔ تو یہ اس کا برا پہلو ہے۔ اس کو Download کر کے دیکھ لیتے ہیں یا Chatting ہے اس میں غلط قسم کے استعمال ہو رہے ہیں یا Face Book ہے اس کے غلط استعمال ہو رہے ہیں۔ تو اس کے اگر اچھے پہلو استعمال کئے جائیں تو ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ ہمارے جو احمدی سٹوڈنٹس ہیں ان کو مَیں یہی کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور دیکھیں، ان کے جو اچھے پہلو ہیں ان کو اتنے زیادہ اجاگر کر دیں، دنیا کے سامنے لے آئیں کہ برے پہلو خود ہی آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ جائیں۔ زور تو ہمارا نہیں چل سکتا۔ ہم یہی کر سکتے ہیں اچھی چیز پیش کریں گے تو بری چیز پیچھے ہٹے گی۔

ایک طالب علم نے بتایا کہ ہم نے یونیورسٹی میں تبلیغی میٹنگ کی تھی کہ یونیورسٹی میں کس طرح تبلیغ ہوسکتی ہے۔ ہم نے یہ سوچا تھا کہ نوّے فیصد اسلام کے بارہ میں بات کریں اور آخری دس فیصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بات کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ تبلیغی میٹنگ کے لئے مَیں نے یہ کہا ہوا ہے۔ بڑی کھلی ہدایت دی ہوئی ہے کہ **ہر ماحول میں تبلیغ کا مختلف انداز ہوتا ہے۔**

حضور انور نے مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مجلس میں آپ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں۔ پچاس میں چالیس جو ہیں وہ خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ ان کو اگر آپ بتائیں گے کہ اسلام سچا ہے یا احمدیت سچی ہے، ان کو فرق ہی نہیں پڑتا۔ ان کو پہلے یہ بتائیں کہ خدا ایک ہے۔ ایک بہت بڑی تعداد شہروں میں رہنے والوں کی تو خدا کے اوپر ایمان ہی نہیں رکھتی۔ جو خدا کے اوپر ایمان نہیں رکھتے ان کو احمدیت کی سچائی سے یا اسلام کی سچائی سے یا عیسائیت کی سچائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ پہلے تو اس کو یہ بتائیں کہ خدا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارے یہاں بلجیم میں ہی ایک انڈونیشین ہیں جو گزشتہ ساٹھ سال سے وہاں رہتے ہیں۔ مَیں کئی دفعہ بتا بھی چکا ہوں کہ وہ خدا پر یقین نہیں رکھتے تھے، ان کی بیوی عیسائی تھی۔ وہ ان کو بڑا سمجھاتی تھی۔ کہتی تھی کہ مَیں چالیس سال سے انہیں سمجھا رہی ہوں کہ خدا ہے مگر یہ مانتا نہیں تھا۔ آخر ہمارے مبلغ سے ان کا رابطہ ہو گیا۔ ان کو خدا کے وجود کے اوپر یقین دلایا۔ جب دلا دیا تو وہ کہتا ہے کہ اب خدا کے اوپر مجھے یقین تو آپ لوگوں کی وجہ سے آ گیا۔ اب جب خدا کے وجود پر یقین آ گیا تو یہ آپ کی وجہ سے آیا تو یقیناً آپ لوگ جس مذہب میں ہیں وہ سچا ہوگا اس لئے مَیں احمدی ہوتا ہوں۔ نہ احمدیت کی سچائی کی دلیل پیش آئی، نہ اسلام کی سچائی کی دلیل پیش آئی اور جب اس کی عیسائی بیوی نے دیکھا کہ یہ اس وجہ سے خدا کو مان گیا ہے تو اس نے بھی عیسائیت کو چھوڑ کر احمدیت قبول کرلی۔ تو ہر ماحول میں تبلیغ کا انداز مختلف ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا: **ہمیشہ پہلے یہ دیکھیں کہ مزاج کیسا ہے۔ اگر کسی کو خدا کے اوپر یقین نہیں ہے تو پہلے خدا سے بات شروع کریں۔ جس کو عیسائیت کی Supremacy پر اتنا یقین ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور مذہب ہو ہی نہیں سکتا اس کو پہلے یہ بتائیں کہ عیسائیت کی حقیقت کیا ہے۔ تبلیغ یہ نہیں ہے کہ آپ ایک Sitting میں بیٹھ کر یہ کہہ دیں کہ بس بیعت کرلو۔** اس طرح بیعتیں ہونے لگیں تو دنیا ایک دن میں ساری مسلمان ہوجائے گی، احمدی ہوجائے گی۔ یہ ایک لمبا پراسس ہے۔ اس سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے بڑی محنت کرنی پڑے گی۔

حضور انور نے فرمایا: اسی لئے مَیں نے جماعت کو بھی اور تنظیموں کو بھی یہ پروگرام دیا تھا کہ آپ تعارف پیدا کریں۔ صرف جماعت کا یہ تعارف پیدا کریں کہ جماعت کیا چیز ہے؟ آج کل دنیا میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے دنیا کو امن کی تلاش ہے۔ اکانومی کرائسس ہے۔ اس کی وجہ سے گھروں کے امن برباد ہو رہے ہیں۔ دنیا کے امن برباد ہو رہے ہیں۔ جنگیں ہیں ان کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔ بلاکس دوبارہ بننے شروع ہوگئے ہیں۔ رشیا ٹوٹا تھا۔ اب دوبارہ رشیا اور چائنا اکٹھے ہو رہے ہیں اسی طرح یا کم از کم رشیا کے ساتھ کچھ اور ملک مل رہے ہیں۔ اس کی اپنی لوکل اسٹیٹس بھی ہیں۔ امریکہ کا بلاک ہے وہ قبضہ کر رہا ہے۔ دنیا میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اس بے چینی کے لئے ایک تعارف پیدا کریں کہ جماعت احمدیہ کا پیغام امن کا ہے۔ یہ ہمارا تعارف ہے۔ یہ ہماری ویب سائٹ ہے۔ یہ ہمارا MTA کا چینل ہے۔ اس کے بعد جس کو دلچسپی ہوگی تو پھر آپ سے رابطہ کرے گا۔ یہ وہاں ہم نے انگلستان میں بھی شروع کیا ہے۔ امریکہ میں بعض اسٹیٹس میں شروع کیا ہے۔ اس کے بڑے اچھے نتائج نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ اس سکیم کے اوپر جب آپ عمل کریں گے تو رابطے بحال ہوں گے تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ کون لوگ ایسے ہیں جو واقعی مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں اور مذہب کو سننا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: باقی یہ ہے کہ اگر آپ مسلمانوں کو تبلیغ کر رہے ہیں تو وہاں آپ کی یہ دلیل ٹھیک ہوسکتی ہے کہ پہلے اسلام کی (حقیقی تعلیم کی) بات کرو اور پھر آخر پر احمدیت کی بات کرو جو حقیقی اسلام ہے۔ لیکن جو عیسائی ہے، جو خدا پر بھی یقین رکھتا ہے اور مذہب پر بھی یقین رکھتے ہوئے عیسائیت میں پکا ہے۔ اس کو تو اسلام کی ساری صورتحال سامنے نظر آرہی ہے کہ مسلمان کیا ہیں۔ ان کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے جو عام مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو بگاڑ دیا ہے، اسلام کی حقیقی تصویر دینا ہوگی اور وہ احمدیت سے ہی شروع ہوتی ہے اور احمدیت پر ہی ختم ہوگی کیونکہ احمدیت ہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کو آپ تبلیغ کر رہے ہیں مَیں آپ کو بتا رہا ہوں کہ مختلف طریقے ہیں۔ ایک تو خدا کو ماننے والا ہے اور ایک مذہب کو ماننے والا ہے۔ مذہب کو ماننے والا ہے تو کس مذہب کو ماننے والا ہے تو پھر اس کے مطابق اس کو Treat کریں۔ اگر مسلمان ہیں یہ لوگ تو ویسے ہی بڑے Rigid ہوئے ہوئے ہیں۔ ان کو پہلے اس یقین پر تو لے کر آئیں کہ آیا یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے کسی کو آنا چاہئے۔ آنا چاہئے تو وہ کہاں ہے؟ ہمیں بتاؤ۔ اور اگر تم پوچھنا چاہتے ہو کہ کہاں ہے تو سنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن کریم کی پیشگوئیاں یہ کہتی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ بات آگے چلے گی تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت، احمدیت کی سچائی پر باتیں ہوں گی۔

حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ **سیمینار اور سمپوزیم منعقد کرنے کا یہ طریق ہے کہ اس میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں بتائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ریفرنس کے ساتھ بتائیں کہ آپؑ نے قرآن کریم سے یہ اخذ کر کے اور یہ نتیجہ نکال کے یہ تعلیم دی ہے اور ہم اس کو یہ ماننے والے ہیں۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ریفرنس سے اسلامی تعلیم کے بارہ میں بتائیں کہ ہم نے اس چیز سے یہ سمجھا ہے۔ یہ آیت ہے ہم نے اس سے یہ سمجھا ہے۔ فلاں آیت ہے ہم نے اس سے یہ سمجھا ہے۔ اس کی اگر آپ سیمینار میں وضاحت دیں گے تو پھر سوال وجواب ہوں گے۔ جب سیمینار کرنے کے بعد سوال وجواب ہوتے ہیں تو اس کی آپ کو اچھے طریقے سے تیاری کر کے جانا چاہئے پھر آپ جواب بھی دے سکیں گے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ سیمینار کے شروع میں اپنا تعارف دیں اور پہلے دس پندرہ منٹ میں اسلام کی حقیقی تعلیم بتائیں اور لوگوں کے مزاج کے مطابق اس کا عنوان رکھیں۔ اگر کوئی پڑھے لکھے سکالرز آرہے ہیں تو ان کے ذہن کے مطابق کوئی Topic رکھیں۔ اگر نارمل سٹوڈنٹ آرہے ہیں تو ایسا Topic رکھیں جو ان کی دلچسپی کا موجب ہو۔ اصل مقصد تو یہ ہے کہ وہ آپ کی بات سن لیں۔ اس لئے یہاں لوگوں کی حیثیت کو دیکھنا پڑے گا کہ کس مزاج کے لوگ ہیں اور پھر اس کے مطابق طریق اختیار کرنا پڑے گا۔ وہ روایتی اور ٹکسالی طریقے جو ہیں وہ اب نہیں چلیں گے۔ نئے نئے طریقے، لوگوں کی سوچوں کے مطابق آپ کو اختیار کرنے پڑیں گے۔

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ حضور انور جب پڑھتے تھے تو آپ کے پڑھنے کے طریقہ کار کیا ہوتے تھے۔ امتحان سے پہلے آپ کیا کرتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اچھے سٹوڈنٹس کس طرح بن سکتے ہیں۔ جب بھی پڑھنے کے لئے بیٹھنا ہو تو خالی الذہن ہو کر پوری طرح پوری توجہ پڑھائی کی طرف مرکوز کرنی چاہئے۔ اگر نیند آرہی ہے تو سو جائیں، یہ زیادہ بہتر ہے۔ زبردستی نہ کریں کہ ضرور جاگنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ مَیں نے تو دیکھا ہے کہ صحیح طریقہ وہی ہوتا ہے کہ جب بھی اگر سمجھ آئی ہے کسی خاص چیز کی، اور خاص طور پر جو آج پڑھا ہے، یا کوئی لیکچر سنا ہے یا ڈسکشن ہوئی ہے تو اس کو تھوڑا سا Repeat کر لے۔ تھوڑی دیر بعد Revise کر لے تو وہ چیز ذہن میں رہ جاتی ہے۔ **مَیں چاہتا ہوں کہ آپ سب Shining سٹوڈنٹ بنیں۔**

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ کیا دنیا احمدیت کی فتح ایٹمی جنگ کے بغیر دیکھے گی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن اس وقت جو حالات ہیں دنیا بڑی تیزی سے World War کی طرف جا رہی ہے۔ اور جب بھی جنگ ہوئی تو نیوکلیر وار ہوگی۔ کیونکہ ہر ملک کے پاس نیوکلیر ہتھیار ہیں۔ ہم صرف یہ دعا کر سکتے ہیں کہ اگر یہ ہو تو ہماری زندگیوں میں نہ ہو۔ اگر اس سے پہلے ہم دعا کریں، ہم محنت کریں، ہم اسلام احمدیت کی فتح بغیر جنگ کے اپنی زندگیوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ساری طاقت ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ تم دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ یہ صرف احمدی ہیں جو جنگ سے بچنے کے لئے کچھ کر سکتے ہیں اور یہ صرف دعاؤں کے ذریعہ ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ نو بج کر پچاس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت شیخ مولوی فضل حسین صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25/اگست 2008ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے 313/اصحاب میں شامل حضرت شیخ مولوی فضل حسین صاحبؓ احمد آبادی کا مختصر ذکرخیر شائع ہوا ہے۔

آپؓ کا اصل نام مولوی فضل الٰہی تھا۔1875ء میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد محترم میاں کرم دین صاحب خاندان مغلیہ میں سے تھے۔1857ء میں دلی چھوڑ کر پنجاب آگئے تھے اور احمد آباد میں دریائے جہلم کے دوسرے کنارے (نزد بھیرہ) آباد ہوئے اور باقی عمر یادالٰہی میں گزاری۔

حضرت مولوی صاحبؓ اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ پھر سرگودھا میں ٹھیکیدار کا کام شروع کیا جس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ اپنے زمانہ کے علماء میں شامل کئے جاتے تھے۔ 1896ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اپنے مکان کے ساتھ مسجد احمدیہ بنوائی۔ اردگرد کے چکوک میں جماعتیں قائم کیں۔ بعد میں آپؓ قادیان آگئے اور وہاں بھی تعمیرات کے فرائض سرانجام دیئے۔ 25/اگست 1957ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پائی۔

محترمہ گلنار بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/جولائی 2008ء میں مکرم عبدالقدیر قمر صاحب مربی سلسلہ نے اپنی والدہ محترمہ گلنار بیگم صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔ آپ کی وفات 25 فروری 2008ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ اور والد محترم عبدالحمید صاحب میں بہت محبت تھی۔ دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے۔ہم نے کبھی انہیں باہم تکرار کرتے بھی نہیں سنا۔چونکہ دادا جان محترم میاں محمد اسمٰعیل صاحب موضع جھول کے پہلے احمدی اور صدر جماعت بھی تھے اس لئے مہمان کثرت سے اور وقت بے وقت آتے رہتے جن کی خدمت میری والدہ بخوشی بجالاتیں۔بجلی اور گیس کی سہولت نہ ہونے کے باوجود مہمان نوازی بہت کرتیں۔ ربوہ آکر بھی یہ روایت قائم رکھی۔آپ کی وفات پر تعزیت کے لئے آنے والی کچھ اجنبی عورتوں نے بتایا کہ ایک دوپہر انہوں نے پانی پینے کے لئے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا تو امی نے نہ صرف انہیں پانی پلایا بلکہ دوپہر کا کھانا بھی اصرار سے کھلایا۔

آپ میرے والد کی دوسری بیوی تھیں۔ پہلی بیوی سے چار بیٹیاں تھیں جن کے ساتھ امّی نے حقیقی بیٹیوں جیسا سلوک کیا اور انہوں نے بھی والدہ کے احترام میں کمی نہ کی۔ ایک بڑی خوبی ہماری والدہ میں یہ تھی کہ اگر کسی عزیز سے کوئی اَن بن ہو جاتی تو اس کا چرچا بچوں کے سامنے نہ کرتیں۔ بلکہ بچوں کو ان کے گھروں میں بھجواتیں، پھر جلد صلح کی طرف مائل ہوتیں، ناراضگی کو لمبا نہ کرتیں اور ناراضگی ختم کرکے کبھی اس کا ذکر نہ کرتیں۔

آپ کو بچوں کی تعلیم اور تربیت کا بہت خیال تھا۔سلسلہ کے وقار کا بہت خیال رکھتیں۔ جماعتی رسائل و اخبارات کا مطالعہ خود بھی کرتیں اور ہم سے بھی کرواتیں۔ بچوں کو تمام دینی پروگراموں میں شامل کرتیں۔ آپ سرتاپا دعا تھیں اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء و خلفاء کی محبت سے سرشار تھیں۔شب بیدار تھیں۔ ہر نماز میں لمبی قراءت اور لمبے سجدے ہوتے جن میں گریہ و زاری کرتیں۔ تلاوت قرآن روزانہ کا معمول تھا۔اس میں سفر یا حضر اور بیماری کوئی بھی حارج نہ ہوسکتا۔ بیماری یا تکان کے باوجود بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کرتیں۔ بتایا کرتیں کہ جب سے مَیں نے سنا ہے کہ آنحضورﷺ کھڑے ہوکر اتنی لمبی نماز ادا فرماتے تھے کہ پاؤں سوج جاتے تھے، تب سے مَیں کبھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھتی۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی آپ کا جواب نہ تھا۔کسی سائل کو خالی نہ جانے دیتیں۔ شفقت ہر ایک پر تھی اور ہر ایک کے مقام اور مرتبہ کا خیال تھا۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی تھی۔ بچوں سے بھی اس بارہ میں پوچھتی رہتیں۔

خلافت سے آپ کو انتہائی عقیدت اور پیار تھا۔ خطبات کو انتہائی توجہ اور احترام سے سنتیں۔ بہت متوکّل علی اللہ اور راضی برضا تھیں۔ جب میں نے جامعہ میں داخلہ لینا تھا تو والد کی وفات کے بعد گھریلو حالات کی وجہ سے کسی بزرگ نے مشورہ دیا کہ مجھے کسی کام پر لگادیں تاکہ گھریلو مشکلات دُور ہوسکیں اور جامعہ میں بعد میں کسی دوسرے بچہ کو بھیج دیں۔ امی نے جواب دیا کہ ہم نے اسے خدا کے دین کے لئے وقف کیا ہے اس لئے یہی جامعہ جائے گا اور گھریلو مشکلات کا میرا خدا خود ہی کوئی حل نکالے گا۔

1997ء میں جب ایک مذہبی کیس کے نتیجہ میں مجھے عمر قید ہوئی تو غیراز جماعت رشتہ دار خواتین کے افسوس کا اظہار کرنے پر کہتیں میرا بیٹا تو اسلام کی خاطر سلاخوں کے پیچھے گیا ہے اور مجھے اس پر خوشی اور فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قربانی کے لئے چنا ہے۔گھر میں میری اہلیہ اور بچوں کی بھی ڈھارس بندھاتیں اور ملاقات کے لئے جیل آتیں تو مجھے بھی حوصلہ اور ہمت سے یہ وقت گزارنے کی تلقین کرتیں۔ کسی بھی لمحے میں نے والدہ کے چہرہ پر فکر اور غم کے سائے نہ دیکھے۔

آپ بہت بہادر خاتون تھیں۔ دو تین بار گھر میں زہریلا سانپ نکل آیا یا کبھی چور آگیا تو آپ بہادری سے مقابلہ کرتیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار صدمات کو حوصلہ سے برداشت کیا۔خاوند، ایک جوان شادی شدہ بیٹے اور ایک جوان بیٹی کی وفات۔ ہمیشہ اناللہ پڑھا۔ بلکہ ابو کی وفات پر تو ہم سب بہن بھائیوں سے کہا کہ تمہارا والد فوت ہوا ہے مگر تمہارا خدا زندہ ہے، اگر تم اس کے فرمانبردار رہو گے تو وہ ہمیشہ تمہارا ہوگا۔

آپ میں دکھاوا اور اسراف نہ تھا۔ سادہ دل، سادہ مزاج اور سلیقہ مند خاتون تھیں۔ ہر حال میں خوش رہنا، اور عسر یسر میں وقار کے ساتھ وقت گزارنا آپ کی خوبی اور ہنرمندی تھی۔ تنگی ترشی میں شکایت نہ کرتیں بلکہ سب بچوں کو پڑھایا، سب کی شادیاں کیں لیکن کسی کی شادی پر بھی قرض نہ لیا۔ جہاں ایک دفعہ گئیں بات پکی کر آئیں اور بغیر لگی لپٹی رکھے تمام حالات بتا آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب اپنے گھروں میں خوش و خرم ہیں اور قرض کے وبال سے بھی بچ گئے۔ قرآن کریم کا یہ قول ہمارے حق میں بھی پورا ہوا کہ اگر تم سچ سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری کمزوریوں پر پردہ ڈال دے گا اور تمہارے سارے کاموں کی وہ خود اصلاح کردے گا۔

امی جان کی پانچ بہوئیں ہیں۔ آپ پانچوں سے خوش تھیں اور پانچوں آپ سے خوش تھیں۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ آپ اُن کے پاس رہیں۔ سب کہتی ہیں کہ اللہ ایسی ساس سب کو دے۔ ہم کہتے ہیں اللہ ایسی والدہ سب کو دے۔

اونٹ

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ اگست 2008ء میں مکرم راشد احمد باجوہ صاحب کا اونٹ کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے۔

اونٹ کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی ایک کوہان والا اور دو کوہانوں والا۔اس کی اوسط عمر 50 سے 60 سال تک ہوتی ہے۔ باربرداری، گوشت اور دودھ کے حصول کی وجہ سے اس کی اہمیت برقرار ہے۔ اونٹنی کے دودھ میں گائے کے دودھ کی نسبت زیادہ توانائی ہوتی ہے۔ اونٹنی کے دودھ میں چکنائی اور پروٹین زیادہ ہوتے ہیں نیز اس دودھ سے روایتی طریقے کے مطابق مکھن بھی نہیں بنتا جب کہ دہی بنانا آسان ہے اور اس کے دہی یا مکھن کا رنگ ہلکا سبزی مائل ہوتا ہے۔ یہودی اونٹ کے گوشت اور دودھ کو حرام سمجھتے ہیں۔

اونٹ کے جسم میں دوہری جلد ہوتی ہے۔ ایک اندرونی تہہ اور ایک بیرونی تہہ۔ اندرونی تہہ گرم ہوتی ہے جبکہ بیرونی تہہ بالوں سے بھری ہوتی ہے۔ ایک اونٹ ایک سال میں قریباً 7 کلو تک اون پیدا کرتا ہے۔ اونٹ 40 میل فی گھنٹہ کی رفتار تک دوڑ سکتا ہے۔ اس کے پاؤں ہموار اور چوڑے ہوتے ہیں۔ ایک پاؤں میں دو انگوٹھے ہوتے ہیں۔ جب اونٹ اپنا پاؤں زمین پر رکھتا ہے تو پاؤں پھیل جاتا ہے اور یہی پھیلاؤ اس کے پاؤں کو ریت میں دھنسنے سے روکتا ہے۔

عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اونٹ کوہان میں پانی جمع رکھتا ہے اور ضرورت پڑنے پر استعمال کرتا ہے جو کہ غلط ہے۔ کوہان چربی تہوں سے بنی ہوتی ہے۔ خوراک نہ ملنے کی صورت میں اونٹ اسی چربی کو استعمال کرتا ہے۔ جب اونٹ اپنی کوہان میں موجود چربی سے توانائی حاصل کرنا شروع کردے تو وہ چھوٹی ہوجاتی ہے اور ایک طرف کو ڈھلک جاتی ہے لیکن کچھ ہی دنوں کے آرام اور اچھی خوراک سے کوہان اپنی پہلی حالت میں پھر سے واپس آجاتی ہے۔

اونٹ کا منہ کافی بڑا ہوتا ہے اور اس میں 34 دانت ہوتے ہیں۔ نیز منہ کی اندرونی سطح بھی نسبتاً سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے باآسانی کانٹے دار جھاڑیاں کھا جاتا ہے۔ یہ خوراک کو فوراً نہیں چباتا بلکہ فارغ اوقات میں معدہ سے نکال کر جگالی کرتا رہتا ہے۔ لمبی پلکیں، کانوں کے بال اور سیل بند ہوجانے والے نتھنے سب ایسی خصوصیات ہیں جو اونٹ کو ریت کے طوفانوں میں بھی بچائے رکھتی ہیں۔

اونٹ کے جسم میں نمی بہت حد تک محفوظ رہتی ہے اور انتہائی ضرورت میں ہی استعمال ہوتی ہے۔ توانائی کے حصول کیلئے جب خوراک کی توڑ پھوڑ کا عمل ہوتا ہے تو نہایت ہی کم مقدار پسینے کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔ اونٹ کے خون کے سرخ خلیے بیضوی شکل کے ہوتے ہیں جبکہ دوسرے جانداروں میں یہ گول ہوتے ہیں۔ خلیوں کی یہ شکل پانی کی کمی میں بھی خون کے بہاؤ میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ نیز اونٹ جب پانی پیتا ہے تو ایک ہی بار میں 20 سے 25 گیلن تک پانی پی جاتا ہے۔ جو اس کے جسم کی گذشتہ کمی کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ کیلئے بھی محفوظ ہوجاتا ہے۔ جسم کو ٹھنڈا کرنے کیلئے پسینہ جلد کی اندرونی تہہ تک ہی رہتا ہے اور ریڈی ایٹر کے اصول پر جسم کا درجہ حرارت کم کرتا ہے اور پسینے کی بہت کم مقدار نکلتی ہے۔ نیز اونٹ کے گردے بہت فعال ہوتے ہیں اور پیشاب میں بھی پانی کی بہت کم مقدار ضائع ہوتی ہے۔

سانس لینے کے دوران ہوا میں موجود نمی بھی اونٹ کا جسم محفوظ رکھتا ہے اور سبز گھاس اور جڑی بوٹیاں کھاتے وقت ان میں موجود نمی بھی جسم میں محفوظ رہ جاتی ہے۔ اونٹ جسم کا 25% پانی ختم ہونے تک برداشت کرلیتا ہے جبکہ دوسرے جانوروں میں 3 سے 4 فیصد پانی ختم ہونے پر دل بند ہوجاتا ہے۔

پندرہ روزہ ''المصلح'' کراچی اپریل 2008ء میں مکرم خلیل احمد آذر صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

یہ معجزہ ہے خدا کا نہیں زِ روئے نجوم
نشانِ عبرت عالم ہیں مونگ کے مظلوم

کسی کے دل کی تڑپ سے تڑپ اُٹھے کہسار
وفورِ درد سے دھرتی کا شق ہوا ہے جگر
دیار اپنا ہے یا ہے صدوم کی بستی
کوئی تو لوٹ گیا ہے یہاں سے پچھلے پہر

فلک سے پڑتی ہے جن پر محبتوں کی نگاہ
غریب ایسے بھی ان بستیوں میں رہتے ہیں
وہ جن کی راہ سے ہٹ کر گزر گئے طوفاں
وہ لوگ جن کو حوادث سلام کہتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
27th August 2010 – 2nd September 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 27th August 2010

00:00 Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.
01:00 MTA World News
01:20 Insight & Science and Medicine Review
02:10 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
03:55 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:15 Historic Facts
04:50 Khabarnama
05:15 Qur'anic Archaeology
06:05 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:20 Dars-e-Hadith
08:35 Historic Facts
09:10 Indonesian Service
10:10 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th March 1993.
12:00 Live Friday sermon
13:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
13:40 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:10 Bengali Service
15:20 Ramadhan: the effects of fasting.
16:00 Khabranama
16:15 Friday Sermon [R]
17:25 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
17:45 MTA World News
18:10 Tilawat: by Hani Tahir.
19:05 Arabic Service
21:10 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
22:40 Friday Sermon [R]
23:50 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Saturday 28th August 2010

01:30 MTA World News & Khabarnama
02:20 Tilawat: By Hani Tahir
03:20 Dars-e-Hadith
03:45 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:00 Khabarnama
04:20 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:45 Friday Sermon: recorded on 27th August 2010.
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:45 Dars-e-Hadith & International Jama'at News
08:30 Friday Sermon [R]
09:35 Indonesian Service
10:35 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th March 1993.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
15:05 Dars-e-Hadith
16:00 Khabarnama
16:20 Rah-e-Huda: interactive talk show.
18:00 MTA World News
18:30 Tilawat: by Hani Tahir
19:15 Yassarnal Qur'an [R]
19:35 Arabic Service
21:40 International Jama'at News
22:10 Darsul Qur'an [R]

Sunday 29th August 2010

00:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
01:45 MTA World News & Khabarnama
02:20 Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
02:50 Tilawat: by Hani Tahir.
03:45 Friday Sermon: recorded on 27th August 2010.
04:50 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
05:20 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50 Dars-e-Hadith
08:00 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:20 MTA International Jama'at News
08:50 Faith Matters
09:55 Indonesian Service
11:00 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th March 1993.
12:25 Tilawat
12:50 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05 Bengali Service
14:05 Friday Sermon [R]
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:05 Khabarnama
16:20 Faith Matters
17:20 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
17:45 MTA World News
18:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
19:30 Arabic Service
21:50 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.

Monday 30th August 2010

01:10 MTA World News & Khabarnama
02:05 Tilawat: by Hani Tahir.
03:30 Dars-e-Hadith & Seerat-un-Nabi (saw)
04:15 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:30 Khabarnama
04:45 Friday Sermon: recorded on 27th August 2010.
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50 Dars-e-Hadith
08:25 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
09:00 International Jama'at News
09:35 Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Maulana Muhammad Kareem Uddin about the eloquence of the Holy Qur'an.
10:10 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 18th June 2010.
11:40 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st March 1993.
13:20 Tilawat
13:30 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Friday Sermon: recorded on 14th August 2009.
16:10 Khabarnama
16:30 Rah-e-Huda
18:05 MTA World News
18:20 Seerat-un-Nabi (saw)
19:00 Tilawat: by Hani Tahir.
19:50 Arabic Service
20:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th July 1998.
21:45 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:20 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Tuesday 31st August 2010

01:05 MTA World News & Khabarnama
01:40 Tilawat: by Hani Tahir.
02:30 Dars-e-Hadith & Seerat-un-Nabi (saw)
03:50 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Khabarnama
04:55 Dars-e-Malfoozat
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50 Dars-e-Hadith
08:05 Zinda Log
08:45 Insight & Science and Medicine Review
09:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
10:15 Indonesian Service
11:20 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd March 1993.
13:25 Tilawat
13:40 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:20 Bangla Shomprochar
15:25 Huzoor's Address to UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
17:10 Khabarnama
17:25 Let's Talk about Ramadhan
17:55 Dars-e-Malfoozat
18:25 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
18:50 MTA World News
19:10 Tilawat: by Hani Tahir.
20:00 Arabic Service
21:00 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 27th August 2010.
22:05 Insight & Science and Medicine Review
22:30 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]

Wednesday 1st September 2010

00:10 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
01:50 MTA World News & Khabarnama
02:25 Tilawat: by Hani Tahir.
03:20 Dars-e-Hadith
03:40 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
04:05 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd March 1993.
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:55 Dars-e-Hadith
08:05 Zinda Log
08:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:35 Indonesian Service
10:40 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th February 1994.
12:15 Tilawat
12:30 Zinda Log
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 10th January 1986 about the attributes of Allah.
15:25 Art Class with Wayne Clements.
16:00 Khabarnama
16:25 Dars-e-Hadith
16:40 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
17:05 MTA World News
17:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
18:20 Arabic Service: a talk in Arabic about Ramadhan.
19:15 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
20:20 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
21:55 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.

Thursday 2nd September 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Art Class with Wayne Clements.
01:10 Tilawat: by Hani Tahir.
02:05 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
02:25 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th February 1994.
03:55 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:20 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 10th January 1986 about the attributes of Allah.
05:40 Khabarnama: daily news in Urdu.
06:00 Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:50 Dars-e-Hadith
08:15 Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
08:55 Fait Matters
10:00 Indonesian Service
11:00 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th February 1994.
12:45 Tilawat
12:55 Dars-e-Hadith
13:05 Zinda Log
13:50 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 27th August 2010.
14:55 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests.
16:00 Khabarnama
16:25 Masih Hindustan Main: a discussion on the book by the Promised Messiah (as): 'Masih Hindustan Main'.
17:10 Yassarnal Qur'an: a programme teaching children how to recite the Holy Qur'an, with Qari Muhammad Aashiq.
17:35 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion about the life and character of the Holy Prophet (saw). [R]
18:00 MTA World News
18:10 Tilawat: by Hani Tahir.
19:30 Arabic Service
21:30 Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). [R]
23:05 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq.

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 20 August , 2010 | Issue No. 34

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ بیلجیم و جرمنی، جون 2010ء کی مختصر رپورٹ

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا خطبہ جمعہ سے افتتاح۔خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد کا بیان اور انتظامات جلسہ کے تعلق میں اہم ہدایات۔

آج کل کے مخصوص حالات میں ہر شخص کو حفاظتی نقطۂ نگاہ سے اپنے گردوپیش پر نظر رکھنے کی تاکیدی ہدایات۔خطبہ جمعہ میں شہداء لاہور کا ذکر خیر۔

احمدی طلباء کو چاہئے کہ سائنس کے مضامین کی طرف اپنا زیادہ رجحان کریں اور پھر اس میں بھی ریسرچ کی طرف جائیں۔باقی بھی ہر میدان میں جہاں جہاں بھی آپ جارہے ہیں اس میں اتنی پرفارمنس دیں کہ واضح طور پر نظر آئیں اور آپ ایسے سٹوڈنٹس ہوں جن کے رزلٹ حقیقت میں Significant ہوں۔مَیں چاہتا ہوں کہ آپ سب Shining سٹوڈنٹ بنیں۔

(یونیورسٹی لیول کے احمدی طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات۔مختلف موضوعات پر سوال وجواب اور حضور انور ایدہ اللہ کی زرّیں ہدایات)

(رپورٹ:عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

پانچویں قسط

25/جون 2010ء بروز جمعۃ المبارک:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوا چار بجے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے 35 ویں جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا تھا۔پروگرام کے مطابق ایک بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت لہرایا اور امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا جھنڈا لہرایا۔جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لوائے احمدیت لہرا رہے تھے تو احباب جماعت بلند آواز سے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم کا ورد کر رہے تھے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے ۔ احباب بڑی تعداد میں جلسہ گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔حضور انور نے چند منٹ کے لئے انتظار فرمایا اور پھر ہدایت فرمائی کہ اذان دے دی جائے۔مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ آسٹریا نے اذان دی۔ اذان کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ میرے اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو بابرکت فرمائے۔ یہ جلسہ اپنی تمام تر برکات کے ساتھ ہمارے ایمانوں میں تازگی پیدا کرنے والا اور ایک نئی روح پھونکنے والا ہو۔ان مقاصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کا انعقاد فرمایا تھا اور وہ مقاصد تھے کہ بیعت کی حقیقت کو سمجھ کر ایمان اور یقین میں ترقی کرنا۔اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام دنیوی محبتوں پر حاوی کرنا، نیکیوں میں ترقی کرنا اور قدم آگے بڑھانا، علمی، تربیتی اور روحانی تقاریر سن کر علم و معرفت میں ترقی کرنا، آپس میں محبت پیار اور بھائی چارے کا تعلق قائم کرنا اور پھر ان رشتوں کو بڑھاتے چلے جانا۔سال کے دوران ہم سے رخصت ہونے والے بھائی ہیں، بہنیں ہیں ان کے لئے دعائیں کرنا جو اپنا عہد بیعت نبھاتے ہوئے ہم سے جدا ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ان تین دنوں میں ان مقاصد کو پیش نظر رکھیں۔تبھی ہم اس جلسے کے انعقاد کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں۔اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ اپنے ان تین دنوں میں خاص طور پر کوشش بھی کریں اپنی حالتوں کو بدلنے کی بھی اور دعا بھی کریں۔ جہاں اپنے لئے دعا کر رہے ہوں وہاں یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو، دنیا کے کسی بھی کونے میں وہ رہتا ہو، اپنی حفاظت خاص میں رکھے۔ خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ پاکستان میں آج کل جماعت پر حالات تنگ سے تنگ تر کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مخالفین کو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی احمدیوں کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے۔ ان کے ایمان کو مضبوط رکھے، ان کو ہر شر سے بچائے، ان کو ان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے خارق عادت طور پر نشان دکھائے۔

حضور انور نے فرمایا: آج کے خطبہ کے اصل مضمون کی طرف آنے سے پہلے مَیں جلسہ سالانہ کے بارہ میں کچھ بعض انتظامی باتیں بھی کہنا چاہوں گا، اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔جلسہ کے انتظامات کی سرانجام دہی کے لئے آپ سب جانتے ہیں کہ مختلف شعبہ جات ہوتے ہیں اور ہر شعبے کا ہر افسر اور ہر کارکن مہمانوں کی خدمت کے لئے مقرر رہے۔

مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد جماعت اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً محض للہ بے نفس ہو کر خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں، جوان بھی ہیں اور بوڑھے بھی ہیں اور بچے بھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے فرائض انجام دینے والا ہے۔ پس شاملین جلسہ ان کارکنان سے مکمل طور پر تعاون کریں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ بعض اصول وقواعد انتظامات کے لئے بنائے جاتے ہیں اور بنائے گئے ہیں اور جلسہ کے بہترین انتظامات کے حصول کے لئے بنائے گئے ہیں۔ پس اگر کوئی کارکن کسی مہمان کو اس طرف توجہ دلاتا ہے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں نہ کہ اس بات پر ناراض ہو جائیں۔کارکنان کو تو مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ خوش اخلاقی سے اپنے فرائض ادا کریں۔

دوسری اہم بات جو شامل ہونے والوں کو خاص طور پر مَیں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ خاص طور پر اپنے گردو پیش پر نظر رکھیں۔ اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔ سیکورٹی انتظامات کے باوجود کوئی شریر عنصر جو ہے وہ شرارت کر سکتا ہے۔جب کہ آج کل ہر جگہ مخالفین کے منصوبے جماعت کو نقصان پہنچانے یا کم از کم بے چینی پیدا کرنے کے ہیں۔جلسہ میں بھی وہ باوجود تمام تر سیکورٹی کے، بعض دفعہ دھوکے سے بھی داخل ہو سکتے ہیں۔سیکورٹی کا تو پورا انتظام ہے۔اس لئے سیکورٹی کے انتظام سے خاص طور پر مکمل تعاون کریں۔دس مرتبہ بھی آپ کو، اپنے آپ کو چیک کرانے کے لئے پیش کرنا پڑے تو پیش کریں۔ یہ آپ کی ہتک یا کسی قسم کے شک کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ آپ کی حفاظت کے لئے ہے۔اسے کسی قسم کا اَنا کا مسئلہ نہ بنائیں۔کسی کے ساتھ اگر کوئی مہمان بھی آ رہا ہے تو اسے اسی صورت میں اجازت ہوگی جب انتظامیہ کی طرف سے اجازت ہوگی اور ان کی تسلّی ہوگی۔ یا جو بھی انتظامیہ نے اس کے لئے طریق کار مقرر کیا ہوا ہے اس سے گزرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جلسہ سے حتی المقدور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اب مَیں خطبہ کے مضمون کی طرف آتا ہوں اور آج کا خطبہ بھی انہی شہداء کے ذکر خیر پر ہی ہے جنہوں نے اپنی جان کی قربانیاں دے کر ہماری سوچوں کے نئے راستے متعین کر دیئے ہیں۔

آج کی فہرست میں سب سے پہلا نام جو میرے سامنے ہیں، مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب شہید ابن مکرم نصیر احمد سولنگی صاحب کا ہے۔ یہ ترتیب کوئی خاص وجہ سے نہیں ہے۔جس طرح کوائف میرے سامنے آتے ہیں مَیں وہ بیان کر رہا ہوں۔

مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب شہید کا ذکر خیر فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل شہداء کا ذکر خیر فرمایا۔

مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب شہید ابن مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب، مکرم چوہدری حفیظ احمد کاہلوں صاحب شہید ایڈووکیٹ ابن چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی، مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب شہید ابن مکرم چوہدری نثار احمد صاحب، مکرم اعجاز الحق صاحب شہید ابن مکرم رحمت اللہ صاحب، مکرم شیخ ندیم احمد طارق صاحب شہید ابن مکرم شیخ محمد منشاء صاحب، مکرم عامر لطیف پراچہ صاحب شہید ابن مکرم عبد اللطیف پراچہ صاحب، مکرم مرزا ظفر احمد صاحب شہید ابن مکرم مرزا اصفدر جنگ ہمایوں صاحب، مکرم مرزا محمود احمد صاحب شہید ابن مکرم اکبر علی صاحب، مکرم شیخ محمد اکرم اطہر صاحب شہید ابن مکرم شیخ شمس الدین صاحب، مکرم مرزا منصور بیگ صاحب شہید ابن مکرم مرزا سرور بیگ صاحب مرحوم، مکرم میاں محمد منیر صاحب شہید ابن مکرم مولوی عبد السلام عمر صاحب، مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب شہید ابن مکرم چوہدری یوسف خان صاحب، مکرم ارشد محمود بٹ صاحب شہید ابن مکرم محمود احمد بٹ صاحب، مکرم محمد حسین ملہی صاحب شہید ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب، مکرم مرزا محمد امین صاحب شہید ابن مکرم حاجی عبد الکریم صاحب، مکرم ملک زبیر احمد صاحب شہید ابن مکرم ملک عبد الرشید صاحب، مکرم چوہدری محمد نواز

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں